اسلام

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں

نبذة موجزة عن الإسلام (مشتملة على الأدلة) أردو

بيان الإسلام
Bayan AL-Islam

ح جمعية الدعوة و الارشاد وتوعية الجاليات بالربوة ، ١٤٤٢ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

السحيم ، محمد بن عبدالله

الإسلام: نبذة موجزة عن الإسلام كما جاء في القرآن الكريم

و السنة النبوية باللغة الأردية . / محمد- . بن عبدالله السحيم ؛

الرياض ، ١٤٤٢ هـ

١٤٣ ص ؛ ١٤ × ٢١ سم

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٣٢٩-٥٢-٨

١- الاسلام - مبادئ عامة أ.العنوان

ديوي ٢١١ ١٤٤٤ / ٧٨١٣

شركاء التنفيذ :

بيان الإسلام

جمعية الربوة

رواد التراجم

المحتوى الإسلامي

يتاح طباعة هذا الإصدار ونشره بأي وسيلة مع
الالتزام بالإشارة إلى المصدر وعدم التغيير في النص

Tel : +966 50 244 7000
info@islamiccontent.org
Riyadh 13245-2836
www.islamiccontent.org

اسلام

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں

یہ اسلام کے مختصر تعارف پر مشتمل ایک انتہائی اہم کتاب ہے جو اسلام کے اصول وتعلیمات اور محاسن کو اس کے اصلی مصادر یعنی قرآن کریم اور سنت نبوی کے سرچشمہ سے کشید کر کے واضح انداز میں پیش کرتی ہے، اس کتاب کے مخاطبین احوال وظروف اور زبان وبولی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ہر مکلف مسلم و غیر مسلم افراد ہیں۔

یہ قرآن کریم اور سنت نبوی سے ماخوذ دلائل سے آراستہ نسخہ ہے۔

1-اسلام دنیا کے تمام لوگوں کے نام اللہ کا آخری وابدی پیغام ہے۔

اسلام دنیا کے تمام لوگوں کے نام اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، مگر لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔'' (سبا: 28) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔'' (الاعراف: 158) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آگیا ہے، پس تم ایمان لاؤ تاکہ تمہارے لیے بہتری ہو اور اگر تم کافر ہو گئے تو اللہ ہی کی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔'' (النساء: 170)

اسلام اللہ کا ابدی پیغام ہے اور یہ الٰہی پیغامات کا خاتمہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔'' (الاحزاب: 40)

2-اسلام کسی نسل یا قوم کے لیے مخصوص دین نہیں ہے، بلکہ یہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے اللہ کا دین ہے:

اسلام کسی نسل یا قوم کے لیے مخصوص دین نہیں ہے، بلکہ یہ تمام لوگوں کے لیے اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے اور قرآن کریم میں پہلا حکم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم بچ جاؤ۔'' (البقرہ: 21)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔'' (النساء: 1)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے سر سے جاہلیت کی نخوت اور اس کا اپنے آباواجداد پر فخر جتانے کی چادر اتار دی ہے، اب دو ہی قسم کے لوگ رہ گئے ہیں: پہلا، نیک، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز اور دوسرا

گناہ گار، بدبخت اور اللہ کی نظر میں کمترین، تمام ہی لوگ آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے لوگو! بے شک ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ عزت دار ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔'' (الحجرات: 13)۔ اس حدیث (3270) کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ آپ کو قرآن کریم اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام وفرامین میں ایک بھی ایسا قانون نہیں ملے گا جو کسی مخصوص قوم یا گروہ کے لیے ان کی نسل یا قومیت یا جنس کی رعایت کرتے ہوئے بنایا گیا ہو۔

3-اسلام، اللہ کا وہ آخری پیغام ہے جو سابقہ انبیا ورسل علیہم السلام کے اپنی اپنی قوم کی طرف لائے ہوئے پیغامات کی تکمیل کے لیے آیا ہے۔

اسلام، اللہ کا وہ آخری پیغام ہے جو سابقہ انبیا ورسل علیہم السلام کے اپنی اپنی قوم کی طرف لائے ہوئے پیغامات کی تکمیل کے لیے آیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بلاشبہ ہم نے تیری طرف وحی کی، جیسے ہم نے نوح اور اس کے بعد (دوسرے) نبیوں کی طرف وحی کی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔'' (النساء: 163)

یہ دین جس کی وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، وہی دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سابقہ تمام انبیا ورسل علیہم السلام کو دے کر بھیجا تھا، اور جس کا انہیں تاکیدی حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہ نمائی کرتا ہے۔'' (الشوری: 13)

یہ دین، جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی ہے سابقہ کتب الٰہیہ جیسے تحریف سے پہلے کی تورات اور انجیل وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔" (فاطر: 31)

4- تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے، مگر ان کی شریعتیں مختلف ہیں۔

تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے مگر ان کی شریعتیں مختلف ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ فیصلہ کیجیے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے۔ تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے، اگر منظور مولیٰ ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔" (المائدۃ: 48) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: "میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں سے زیادہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا حق دار ہوں، تمام انبیا علاتی بھائی ہیں، ان سب کی مائیں الگ الگ ہیں لیکن سب کا دین ایک ہی ہے۔" بخاری (3443) نے اس کی روایت کی ہے۔

5- دوسرے تمام انبیا ورسل جیسے نوح، ابراہیم، موسیٰ، سلیمان، داود اور عیسیٰ علیہم السلام کی طرح اسلام بھی اس بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے، جو پوری کائنات کا خالق، رازق، زندگی دینے والا، مارنے والا اور پوری کائنات کا مالک و مختار ہے، وہی ہے جو تمام امور کی تدبیر کرتا ہے اور وہ بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

دوسرے تمام انبیا ورسل جیسے نوح، ابراہیم، موسیٰ، سلیمان، داود اور عیسیٰ علیہم السلام کی طرح اسلام بھی اس بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے، جو پوری کائنات کا خالق، رازق، زندگی دینے

والا، مارنے والا اور پوری کائنات کا مالک و مختار ہے، وہی ہے جو تمام امور کی تدبیر کرتا ہے اور وہ بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''لوگو! تم پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں انہیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟'' (فاطر: 3) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔'' (یونس: 31) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دیجیے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔'' (النمل: 64)

تمام انبیا و رسل علیہم السلام کو صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دینے کی خاطر مبعوث کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟'' (النحل: 36) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء: 25)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ''اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔'' (الاعراف: 59)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے - جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے - اپنی قوم سے کہا: ''اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔'' (العنکبوت: 16)

سیدنا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے: ''اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے، یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے، سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آپکڑے۔''(الاعراف: 73)

اسی طرح سیدنا شعیب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم سے کہا: ''اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا حقیقی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے، پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاو، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو۔''(الاعراف: 85)

پہلی بات جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کی، یہ تھی: ''اور میں نے تجھے منتخب کر لیا، اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔''(طہٰ: 13-14)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی: ''موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔''(غافر: 27)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ''یقین مانو! میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔''(سورۂ آل عمران: 51)

سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں بھی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ''اے بنو اسرائیل! تم سب لوگ بس اسی اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، بے شک جو اللہ کے

ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے، اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔'' (المائدہ:72)

بلکہ تورات اور انجیل میں بھی اس بات کی سخت تاکید آئی ہوئی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے، جیسا کہ سفر تثنیہ میں سیدنا موسی علیہ السلام کا یہ قول اب بھی موجود ہے: ''سن لے اے اسرائیل! رب ہمارا معبود صرف ایک ہے۔'' انجیل مرقص میں توحید کی ڈگر پر چلتے رہنے کی تاکید ان الفاظ میں آئی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام نے فرمایا: ''اولین وصیت یہ ہے: سن لے اے اسرائیل! ہمارا رب ہمارا معبود صرف ایک ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی پوری وضاحت فرمادی ہے کہ تمام انبیاورسل علیہم السلام جس مہم اور مشن پر مبعوث کیے گئے تھے، وہ صرف اور صرف دعوت توحید تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو، پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی۔'' (النحل:36)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو، میرے پاس لاؤ۔'' (الاحقاف:4)

شیخ عبداللہ بن ناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''معلوم یہ ہوا کہ مشرکین اپنے شرک پر بحث وجدال کا جو بازار گرم کیے ہوئے تھے وہ بے سروپا اور بے بنیاد تھی، وہ تو بس جھوٹے گمانوں، بودی رایوں اور بگڑی ہوئی عقلوں پر تکیہ کیے ہوئے تھے، اگر آپ ان کے احوال وعلوم کا معروضی مطالعہ کریں گے، ان کی کارستانیوں اور اعمال کا جائزہ لیں گے اور ان لوگوں کے حالات زندگی پر نظر ڈالیں گے جنہوں نے بتوں کی پوجا کرتے ہوئے اپنی عمریں گزار دیں تو آپ کو ان کی عقلوں کے فساد و بگاڑ کا آسانی سے پتہ چل جائے گا، کیا اللہ کے علاوہ وہ جن معبودوں کی پوجا کرتے تھے انہوں نے ان کو دنیا اور آخرت میں ذرا بھی فائدہ پہنچایا؟ ہرگز نہیں اور بالکل نہیں۔'' (تیسیر الکریم الرحمان:779).

6- صرف اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے اور تنہا وہی ہر قسم کی عبادت کا حق دار ہے، اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ تنہا اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم پرہیز گار بن سکو۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار! باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔" (البقرہ: 21-22) پس جس نے ہمیں اور ہم سے پہلے کی نسلوں کو پیدا کیا، زمین کو ہمارے لیے فرش بنایا اور آسمان سے بارش کی صورت میں پانی برسا کر اس سے پھل پیدا کر کے ہماری روزی کا سامان کیا؛ تو ظاہر ہے کہ صرف وہی ہر طرح کی عبادت کا حق دار ہے۔ اس کا فرمان ہے: "لوگو! تم پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں، انہیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟" (فاطر: 3) پس جو پیدا کرتا اور روزی دیتا ہے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، تو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔" (الانعام: 102)

ہر وہ شخص یا چیز جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے، وہ کسی بھی حال میں عبادت کا حق دار نہیں ہے، کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کے ایک ذرے کا بھی مالک نہیں ہے، نہ ہی کسی چیز میں اللہ کا شریک کار اور معین و مددگار ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے بھی اللہ کے ساتھ پکارا جائے یا اس کا ساجھی و شریک کار تصور کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کہہ دیجیے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔" (سبا: 22)

وہ تو صرف اور صرف اللہ ہے جس نے ان تمام مخلوقات کو پیدا کیا، ان کو عدم سے وجود بخشا ہے اور ان کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی ربوبیت والوہیت کا شاہد ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر اب انسان بن کر (چلتے پھرتے) پھیل رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ

تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف (بھی) ہے، دانش مندوں کے لیے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔اور (بھی) اس کی (قدرت کی) نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے اور اس کے فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے، جو لوگ (کان لگا کر) سننے کے عادی ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امید وار بنانے کے لیے بجلیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے۔اور زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے۔اور وہی ہے جو تخلیق کا آغاز کرتا اور پھر اسے دوبارہ زندگی دیتا ہے اور دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔" (الروم:20-27)

نمرود نے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کیا تو جیسا کہ اللہ نے خبر دی ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا: "ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے اگاتا ہے، تم ایسا کرو کہ اسے مغرب سے اگا کر دکھا دو، تو کافر یہ سن کر مبہوت رہ گیا اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (البقرہ:258) اسی طرح، ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ وہ تو بس اللہ ہے جس نے مجھے ہدایت دی ہے، وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے، جب بیمار ہوتا ہوں تو شفا وہی عطا کرتا ہے اور وہی ہے جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا: "جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے۔وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔اور وہی مجھے مار ڈالے گا، پھر زندہ کر دے گا۔" (الشعراء:78-81) اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے فرعون سے بحث کرتے ہوئے کہا: ان کا رب وہ ہے: "جس نے ہر چیز کو تخلیق کا جامہ دیا اور پھر اسے استوار کیا۔" (طٰہٰ:50)

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، سب کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے اور اس پر اپنی نعمتوں کی بارش کر رکھی ہے، یہ سب کچھ اس لیے ہے تاکہ وہ صرف اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کفر نہ کرے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں، بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔'' (لقمان: 20) ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو انسان کے لیے مسخر کر رکھا ہے، تو دوسری طرف اسے اس کی ضرورت کی تمام چیزوں، جیسے کان، آنکھ اور دل سے لیس کر کے پیدا کیا ہے، تاکہ وہ فائدہ بخش علم حاصل کرے جو اسے اس کے حقیقی آقا و خالق کا پتہ بتائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اسی نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے کہ تم شکر گزاری کرو۔'' (النحل: 78)

پس ثابت ہوا کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے اور انسان کو بھی اور اس کو تیار کیا ان تمام اعضا و جوارح اور قوتوں کے ساتھ جن کی اسے حاجت ہے اور اسے ہر وہ سامان بھی مہیا کیا ہے جو اس کا اللہ کی عبادت کرنے اور زمین کو آباد کرنے میں معاون و مددگار بن سکتا ہے، مزید براں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو اس کے لیے مسخر بھی کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان عظیم مخلوقات کی تخلیق کو اپنی الوہیت کو مستلزم ربوبیت پر دلیل بنایا ہے، اللہ نے فرمایا: ''آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ، تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔'' (یونس: 31) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''آپ کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ۔'' (الاحقاف: 4) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کا بنایا ہے، زمین پر گہرائی تک دھنسے ہوئے پہاڑ ڈال دیے ہیں تاکہ وہ

تمہیں لے کر پھسل نہ جائے اور اس میں ہر طرح کے چوپائے پیدا کر کے پھیلا دیے ہیں اور آسمان سے بارش برسا کر اس میں ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے، یہ ہے اللہ کی تخلیق، اب ذرا مجھے دکھا دو کہ اس اللہ کے علاوہ جن کو تم پوجتے ہو، انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟ بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔" (لقمان:10-11) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟۔ کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا (ان خزانوں کے) یہ داروغہ ہیں۔" (الطور:35-37) شیخ ناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ان کے خلاف ایسی چیز سے دلیل پکڑنا ہے، جس کے پیش ہونے کے بعد ان کے سامنے صرف دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں: ایک یہ کہ وہ حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور دوسری یہ کہ عقل اور دین کے دائرے سے نکل جائیں۔" (تفسیر ابن سعدی:816).

7- کائنات میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اور جو کچھ نہیں دیکھتے، ان سب کا خالق صرف اللہ ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں پیدا کیا ہے۔

کائنات میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اور جو کچھ نہیں دیکھتے، ان سب کا خالق صرف اللہ ہے اور اس کے سوا باقی تمام چیزیں اس کی پیدا کی گئی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "آپ پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے کہ اللہ ہے۔ کہہ دیجئے! کہ کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے؟ کہہ دیجیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح کچھ پیدا کیا ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہو گئی ہے، کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔" (الرعد:16)۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: "اور وہ ان چیزوں کو بھی پیدا کرتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہیں ہو۔" (النحل:8)

اللہ تعالٰی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے: ''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔ وہ (خوب) جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے، اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔'' (الحدید: 4) اللہ تعالٰی نے ایک اور جگہ فرمایا: ''یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں تھکان نے چھوا تک نہیں۔'' (ق: 38).

8- اللہ تعالٰی کا اس کی ملکیت، یا تخلیق، یا تدبیر یا عبادت میں کوئی شریک نہیں۔

اللہ تعالٰی بادشاہی کا مالک ہے، اس کی تخلیق، یا ملکیت، یا تدبیر میں اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: ''آپ کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ۔'' (الاحقاف: 4) شیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''یعنی جنہوں نے اللہ تعالٰی کے ساتھ ان گنت اوثان اور بتوں کو شریک و ساجھی بنا رکھا ہے، آپ ان سے کہیے کہ ان کے ہاتھوں میں نفع و نقصان، موت و حیات اور بعث و نشور کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے، آپ ان کے اوثان اور بتوں کی بے بسی اور لاچاری کو ان کے سامنے واضح کرتے ہوئے اور یہ بات اچھی طرح جتلاتے ہوئے کہ وہ کسی بھی طرح کی عبادت کے ذرہ برابر بھی حق دار نہیں ہیں، ان سے کہیے: (مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا پیدا کیا ہے یا آسمانوں کی تخلیق میں انہوں نے کون سی شراکت داری نبھائی ہے؟)۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کا کوئی ٹکڑا پیدا کیا ہے؟ کیا انہوں نے پہاڑوں کو پیدا کیا ہے؟ کیا انہوں نے ہی نہریں جاری کی ہیں؟ کیا انہوں نے کوئی جانور پیدا کیا ہے؟ کیا انہوں نے ہی درختوں کو پیدا کیا ہے؟ کیا ان چیزوں کی تخلیق میں ان کی کوئی معاونت و شراکت شامل تھی؟ ان میں سے کسی بھی سوال کا جواب وہ ہاں میں نہیں دے سکیں گے اور دوسروں کا معاملہ تو رہنے دیجیے، وہ خود اس بات کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ان میں سے کسی بھی چیز کی تخلیق میں ان کے کسی بھی بت یا دیوتا کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ لہذا یہ اس بات کی قطعی عقلی دلیل ہے کہ اللہ تعالٰی کے علاوہ کسی بھی چیز کی

عبادت کرنا باطل ہے۔ پھر اس بات کے لئے نقلی دلیل کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: {اس سے پہلے کی کوئی کتاب ہی لے آؤ} ، ایسی کتاب جو شرک کی دعوت دیتی ہو { یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو} رسولوں سے موروثی طور پر، جو شرک کرنے کا حکم دیتا ہو۔ ظاہر ہے وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتے کہ کسی نبی یا رسول کی طرف سے کوئی ایسی دلیل پیش کر دیں جو شرک کو ثابت کرتی ہو، بلکہ ہمارا پختہ ایمان و یقین ہے کہ تمام انبیا و رسل علیہم الصلاۃ والسلام نے اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے منع فرمایا اور یہی وہ سب سے بڑا علم ہے جو ان سے منقول و ماثور ہے۔" (تفسیر ابن سعدی: 779).

اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا اکیلا مالک و مختار ہے اور اس میں اللہ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "آپ کہہ دیجیے اے اللہ! اے تمام جہانوں کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔" (آل عمران: 26) اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ قیامت کے دن پوری سلطنت بس اسی کے ہاتھ میں ہوگی، فرمایا: "جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے، ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ ہوگی، آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد و قہار کی۔" (غافر: 16)

اللہ تعالیٰ کا اس کی ملکیت، یا تخلیق، یا تدبیر، یا عبادت میں کوئی شریک نہیں۔ اس کا فرمان ہے: "اور یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و ساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔" (الاسراء: 111) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔" (الفرقان: 2) تو معلوم ہوا کہ بس وہی آقا ہے اور اس کے علاوہ جو بھی ہے، اس کا غلام ہے۔ بس وہی خالق ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے، اس کی مخلوق ہے، اور وہی سارے معاملات کی تدبیر کرتا ہے، اب جس کی یہ شان ہے اسی کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا نقص عقل و خرد ہے اور ایسا شرک ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کو بگاڑ کر رکھ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یہ کہتے ہیں کہ

یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے، تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے۔"(البقرہ:135) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:"دین کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکو کار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے۔"(النساء:125) اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملت کے علاوہ کسی اور ملت کی پیروی وہی کرے گا جس نے اپنے آپ کو بے وقوف بنالیا ہو، چنانچہ وہ فرماتا ہے:"دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکو کاروں میں سے ہے۔"(البقرہ:130).

9-اللہ تعالیٰ نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور اس کا کوئی ہمسر یا برابر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نہ کسی کو جنا اور نہ ہی وہ جنا گیا، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی اس جیسا کوئی ہے۔ وہ کہتا ہے:"آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔"(الاخلاص:1-4) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:"آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے، تو اسی کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام و ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟"(مریم:65) اس نے مزید فرمایا:"وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔"(الشوریٰ:11).

10-اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں متجسم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا، نہ ہی اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں متجسم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کے ساتھ متحد ہوتا ہے، کیونکہ بس اللہ ہی خالق ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے مخلوق ہے، اسی کو بقائے دوام حاصل ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز کا مقدر فنا ہے، ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز کا مالک ہے، اس لیے یہ ناممکن

ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں حلول کرے اور کوئی مخلوق اس کے اندر حلول کرے، اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے، ہر چیز سے عظیم ہے، جو لوگ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کے اندر حلول کیا تھا ان پر سخت نکیر کرتے ہوئے وہ خود فرماتا ہے: ''یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے، تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں وزمین اور دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (المائدۃ: 17) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اور مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے، تم جدھر بھی منہ کرو، ادھر ہی اللہ کا منہ ہے، اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے، زمین اور آسمانوں کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے۔ وہ زمین اور آسمانوں کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے، وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ وہیں ہو جاتا ہے۔'' (البقرۃ: 115-117) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''وہ کہتے ہیں کہ رحمان (اللہ) نے اولاد بنائی ہے۔ یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں، کہ انہوں نے رحمان (اللہ) کی اولاد ہونے کا دعوی کیا ہے۔ شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سب کے سب قیامت کے دن تنہا تنہا اس کے پاس آنے والے ہیں۔'' (مریم: 88-95) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔'' (البقرہ: 255). تو جس کی یہ نرالی

شان ہو اور جس کی مخلوق اس قدر کمتر ہو وہ ان میں سے کسی کے اندر کیسے حلول کر سکتا ہے؟ یا ان میں سے کسی کو کیسے اپنی اولاد بنا سکتا ہے؟ یا اپنے ساتھ کیسے کسی کو معبودیت میں شریک کر سکتا ہے؟

11- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے، اس لیے اس نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ بندوں پر اس کی رحمت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے ان کی طرف رسول بھیجے اور ان پر کتابیں نازل کیں؛ تاکہ ان کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ہدایت کی روشنی میں لے آئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمھیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔‘‘ (الحدید: 9) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ’’اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔‘‘ (الانبیاء: 107) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ وہ تمام بندوں کو یہ بات بتا دیں کہ وہ (اللہ) بہت زیادہ بخشنے والا، بہت مہربان ہے، چناں چہ ارشاد فرمایا: ’’میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔‘‘ (الحجر: 49) اس کی بے انتہا رافت و رحمت ہی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی مصیبتوں کو دور کرتا اور ان پر خیر و برکت نازل فرماتا ہے، وہ کہتا ہے: ’’اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے، تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے، تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔‘‘ (یونس: 107).

12- اللہ ہی وہ اکیلا رب رحیم ہے جو قیامت کے دن اپنی تمام مخلوقات کا انھیں ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھانے کے بعد حساب کتاب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کا بدلہ دے گا، چناں چہ جس نے ایمان لانے کے بعد اچھے اعمال کیے ہوں گے، اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہو گی اور جس نے کافر رہتے ہوئے برے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہو گا۔

اللہ ہی رب رحیم ہے، وہی اکیلا ہے جو قیامت کے دن اپنی تمام مخلوقات کا انہیں ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھانے کے بعد حساب کتاب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کا بدلہ دے گا، چنانچہ جس نے ایمان لانے کے بعد اچھے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہوگی اور جس نے کافر رہتے ہوئے برے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے قیامت کے دن بہت بڑا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ کمال عدل وانصاف اور کمال حکمت ورحمت ہی ہے کہ اس نے اس دنیا کو عمل کا گھر بنایا اور ایک ایسا دوسرا گھر بھی بنایا جہاں جزا و ثواب اور حساب کتاب ہوگا، تاکہ محسن اپنے احسان کا بدلہ پالے اور بدکار، ظالم اور سرکش لوگ اپنی سرکشی اور ظلم کا انجام بد بھگت لیں، اب چونکہ بعض لوگوں کے لیے ان سب امور پر یقین کرنا محال لگتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری دلیلیں قائم کر کے انہیں یقین دلایا کہ موت کے بعد کی زندگی ایک اٹل حقیقت ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے، چنانچہ اس نے فرمایا: ''اس اللہ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے، پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے، جس نے اسے زندہ کیا وہی یقینی طور پر مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (فصلت: 39) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر خون بستہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے، جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا، تاکہ ہم تمہارے لیے واضح کریں اور ہم جسے چاہیں ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں، پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں، پھر تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لئے جاتے ہیں اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹا دیے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائیں۔ تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے، پھر ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی رونق افزا نباتات اگاتی ہے۔'' (الحج: 5) اس طرح، اللہ تعالیٰ نے اس ایک آیت کریمہ میں تین ایسی عقلی دلیلیں پیش کی ہیں جو بعث و نشور پر دلالت کرتی ہیں:

1- انسان کو اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ مٹی سے پیدا کیا ہے اور جو اسے مٹی سے پیدا کر سکتا ہے، وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ جب وہ مٹی ہو جائے، تو اسے دوبارہ زندگی کی طرف لوٹا دے۔

2- جو نطفے سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انسان کو اس کی موت کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹا دے۔

3- جو زمین کو اس کی موت کے بعد بارش سے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے، وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ انسانوں کو ان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کی معجزہ نمائی کی بھی ایک عظیم دلیل موجود ہے کہ کس طرح ایک آیت نے جو زیادہ لمبی بھی نہیں ہے، ایک عظیم مسئلے کی تین تین واضح عقلی دلیلوں کو اپنے اندر بڑی جامعیت کے ساتھ سمیٹ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے۔'' (الانبیاء: 104) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اور اس نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا کہ ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟'' آپ جواب دیجیے کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔'' (یس: 78) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا۔اس کی بلندی اونچی کی اور پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو نکالا ۔اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔اس میں سے پانی اور چارہ نکالا۔اور پہاڑوں کو مضبوطی کے ساتھ گاڑ دیا۔'' (النازعات: 27-32) یوں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ انسان کی تخلیق، آسمان و زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے، کی تخلیق سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر قادر ذات، انسان کو دوبارہ جلا کر اٹھانے میں قطعی بے بس اور لاچار نہیں ہے۔

13- اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کے بعد ان کی ذریت پھلنے پھولنے اور بڑھنے لگی۔ سارے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، ایک جنس کو دوسری جنس پر، یا ایک قوم کو دوسری قوم پر تقوی کے سوا کسی اور چیز کی بنا پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کے بعد ان کی ذریت پھلنے پھولنے اور بڑھنے لگی، اس لیے سارے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، ایک جنس کو دوسری جنس پر، یا ایک قوم کو دوسری قوم پر تقوی کے سوا کسی اور چیز کی بنا پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے، یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔" (الحجرات: 13) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے، پھر تمہیں جوڑے جوڑے (مرد و عورت) بنا دیا ہے، عورتوں کا حاملہ ہونا اور بچوں کا تولد ہونا سب اس کے علم سے ہی ہے، اور جو بڑی عمر والا عمر دیا جائے اور جس کی عمر گھٹے وہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ پر یہ بات بالکل آسان ہے۔" (فاطر: 11) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے، پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ) تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ، پھر بوڑھے ہو جاؤ، تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں، (وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے) تاکہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو۔" (غافر: 67) اللہ تعالیٰ نے پوری وضاحت کے ساتھ فرما دیا ہے کہ اس نے سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اسی طرح امور کونیہ کے تحت پیدا کیا تھا جس طرح سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی سے امور کونیہ کے تحت پیدا کیا تھا، اس کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال ہو بہو آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا! پس وہ ہو گیا۔" (آل عمران: 59) میں فقرہ نمبر: 2 کے تحت اس بات کا تذکرہ کر چکا ہوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ سارے انسان اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، کسی کو کسی پر تقوی کے سوا کسی بھی وجہ سے کوئی فضل و شرف حاصل نہیں ہے۔

14- ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پس آپ یک سو ہو کر اپنا منھ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں ہے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الروم: 30)۔

حنیفیت، دراصل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا نام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔'' (النحل: 123) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، پھر یہ اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے چوپایوں سے صحیح سالم چوپائے پیدا ہوتے ہیں، کیا تم ان میں سے کسی کو کن کٹا پاتے ہو؟ حدیث کو بیان کرنے کے بعد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے میں کسی تبدیلی کا گزر نہیں ہے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الروم: 30) [صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4775] اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس نے مجھے جو کچھ آج سکھایا ہے، جسے تم نہیں جانتے، میں تمہیں وہ باتیں سکھا دوں اور وہ یہ ہے کہ (وہ کہتا ہے:) میں نے اپنے بندے کو جو بھی مال (شرعی طریقے سے) دے دیا ہے، وہ اس کے لیے حلال ہے، اور بلا شبہ میں نے اپنے تمام بندوں کو دین اسلام اور راہ راست پر پیدا کیا، لیکن شیاطین نے میرے بندوں کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے بہکا دیا، میں نے جو کچھ ان کے لیے حلال کیا تھا اسے شیاطین نے ان پر حرام کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان معبودان باطلہ کو شریک ٹھہرائیں جن پر میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے۔'' اسے امام مسلم نے اپنی صحیح (2865) میں روایت کیا ہے۔

15- کوئی بھی انسان پیدائشی گناہ گار نہیں ہوتا یا کسی دوسرے کے گناہ کا وارث و ذمہ دار نہیں ہوتا:

کوئی بھی انسان گناہ گار پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی دوسرے کے گناہ کا وارث و ذمہ دار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام سے حکم الٰہی کی خلاف ورزی صادر ہوئی اور انہوں نے اور ان کی بیوی حوا علیہا السلام نے شجر ممنوعہ سے کھا لیا، تو دونوں اپنی اس کرنی پر نادم و تائب ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بہترین کلمات الہام کیے، پھر جب انہوں نے ان کلمات کے ذریعے اللہ سے اپنے گناہ سے توبہ کی تو اللہ

تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو، لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا، ورنہ ظالم ہو جاؤ گے۔ لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں۔'' (البقرہ: 35-38) چوں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ کو شرف قبولیت سے نواز دیا، اس لیے وہ گناہ کے حامل ہی نہیں رہے، اس لیے ان کی اولاد ایسے گناہ کی وارث نہیں ہوگی جو توبہ سے مٹ گیا ہو۔ اور اصول یہ ہے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تم سب کو تمہارے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور پھر وہ تمہیں ان باتوں کی خبر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔'' (الانعام: 164)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جو راہ راست حاصل کر لے، وہ خود اپنے ہی بھلے کے لیے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے، اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے، کوئی بوجھ والا کسی اور کا بوجھ اپنے اوپر نہ لادے گا اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔'' (الاسراء: 15) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اگر کوئی گراں بار دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلائے گا، تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا، گو قرابت دار ہی ہو، تو صرف ان ہی کو آگاہ کر سکتا ہے جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور جو بھی پاک ہو جائے، وہ اپنے ہی نفع کے لئے پاک ہو گا، لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔'' (فاطر: 18).

16-انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے:

انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔'' (الذاریات: 56).

17- اسلام نے ہر انسان - خواہ وہ مرد ہو یا عورت - کو عزت بخشی ہے، اس کے تمام حقوق کی ضمانت دی ہے، اس کے تمام تر اختیارات اور اعمال و تصرفات کا ذمہ دار اسے ہی بنایا اور اس کے ہر اس عمل کی جواب دہی بھی اسی پر ڈالی ہے جس سے خود اس کو یا دوسرے کو نقصان پہنچے۔

اسلام نے انسان کو - خواہ مرد ہو یا عورت - شرف و عزت سے نوازا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تا کہ زمین کی آباد کاری میں وہ آپس میں ایک دوسرے کا جانشیں بنتے رہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں (ایسی قوم کو) بنانے والا ہوں، جو زمین کی آباد کاری میں آپس میں ایک دوسے کا جانشیں بنتی رہے گی۔'' (البقرہ: 30)

یہ تکریم و شرف ہر انسان کو شامل ہے، اللہ کا فرمان ہے: ''یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔'' (الاسراء: 70) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔'' (التین: 4)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی جھوٹے معبود یا پیشوا یا مطاع کا تابعدار بن کر ذلیل و خوار ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے) اس وقت کہ جب سارے پیشوا اپنے پیروکاروں سے پلو جھاڑ لیں گے عذاب کو اپنے سامنے دیکھیں گے اور عذاب سے بچنے کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی۔'' (البقرہ: 165-166) باطل کے پیروکاروں اور جھوٹے پیشواؤں کی بروز قیامت بننے والی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ بڑے لوگ ان کمزوروں کو جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم (خود) ہی مجرم تھے۔ (اس کے جواب میں) یہ کمزور لوگ ان متکبروں سے کہیں

گے، (نہیں نہیں) بلکہ دن رات مکر و فریب سے ہمیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا تمہارا حکم دینا ہماری بے ایمانی کے باعث ہوا، اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل میں پشیمان ہو رہے ہوں گے، اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے، انہیں صرف ان کے کیئے کرائے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔" (سبا: 32-33)

یہ اللہ تعالیٰ کا کمال عدل وانصاف ہوگا کہ وہ قیامت کے دن گمراہ کرنے والے ائمہ ودعاۃ کے پلے خود ان کے گناہوں کا اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی باندھ دے گا جن کو وہ انجام بد کی پرواہ کیے بغیر گمراہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اسی کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصے دار ہوں گے جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے، دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔" (النحل: 25)

اسلام نے انسان کے تمام دنیوی واخروی حقوق کی ضمانت دی ہے اور سب سے بڑے حقوق جن کی ضمانت اسلام نے دی اور جن کو لوگوں کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے یہ ہیں: انسانوں پر اللہ کا حق اور اللہ پر انسانوں کا حق۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "میں سواری پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اثنائے سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں اور یہ میری خوش بختی ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تین بار کہنے کے بعد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ پھر تھوڑی دیر تک چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں اور یہ میری خوش بختی ہے! فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ ان کا اللہ پر حق یہ ہے کہ اگر بندے ایسا کر لیں تو وہ انہیں عذاب نہ دے۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 6840)

اسلام نے انسان کو اس کے سچے دین، ذریت، مال ودولت اور عزت وآبرو کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت وآبرو کو اس دن، اس ماہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح، حرام کر دیا ہے۔" (صحیح البخاری، حدیث نمبر: 6501) اس منشور عظیم کا اعلان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

موجودگی میں فرمایااور پھر حجۃ الوداع ہی کے دوران قربانی کے دن اسے دوہرایااور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔

اسلام نے انسان کو اپنے سارے اختیارات، اعمال اور تصرفات کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''ہم نے انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگادیا ہے اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامۂ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا۔ لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے، آج تو تو آپ ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔''(الاسراء:13-14)یعنی اس نے اچھا براجیسا بھی عمل کیا ہوگا، اسے اللہ تعالیٰ اسی کے گلے لگادے گا، کسی دوسے کا کوئی ناطہ اس سے نہ ہوگا، پس کسی دوسرے انسان کے عمل کا حساب اس سے اور اس کے عمل کا حساب کسی دوسرے انسان سے نہیں لیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کرکے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔''(الانشقاق:6)اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو شخص نیک کام کرے گا، وہ اپنے نفع کے لیے کرے گا اور جو براکام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔''(فصلت:46)اسلام نے انسان پر اس کے ہر اس عمل کی جواب دہی ڈالی ہے جس سے خود اس کو یا دوسرے کو نقصان پہنچے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جو گناہ کرتا ہے اس کا بوجھ اسی پر ہے اور اللہ بخوبی جاننے والا اور پوری حکمت والا ہے۔''(النساء:111)اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔''(المائدہ:32) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی ظلماً قتل کر دیا جاتا ہے اس کے قتل کے گناہ کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی جاتا ہے؛ کیوں کہ قتلِ ناحق کی ریت اسی نے ڈالی تھی۔''(صحیح مسلم:5150)

18-اسلام نے مرد اور عورت کو عمل، ذمہ داری اور جزا و ثواب کے اعتبار سے برابر کا درجہ دیا ہے۔

اسلام نے مرد اور عورت کو عمل، ذمہ داری اور جزا و ثواب کے اعتبار سے برابر کا درجہ دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، تو یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔''(النساء:124)اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جو شخص

نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو، تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔" (النحل: 97) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر برابر کا بدلہ ہی ہے اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو، تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی پائیں گے۔" (غافر: 40) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں، ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" (الاحزاب: 35).

19- اسلام نے عورت کو عزت بخشی ہے اور اسے مرد کا ہی ایک حصہ قرار دیتے ہوئے اس کے تمام تر خرچ اور صرفے کا ذمہ دار اس مرد کو ٹھہرایا ہے جس میں اس کی صلاحیت ہو، چنانچہ بیٹی کے خرچ کا ذمہ باپ پر، ماں کے خرچ کا ذمہ صاحب استطاعت بالغ بیٹے پر اور بیوی کے خرچ کا ذمہ شوہر پر ڈالا ہے.

اسلام نے عورتوں کو مردوں کا ہم مثل اور مشابہ مانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "بے شک عورتیں مردوں ہی کی طرح ہیں۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 113).

اسلام کی تکریم عورت کا ایک منظر نامہ یہ ہے کہ اس نے ماں کے تمام تر خرچوں اور صرفوں کا ذمہ صاحب استطاعت بیٹے پر ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے، اپنے ماں باپ بہن بھائی اور قریبی رشتہ داروں کو دیا کرو۔" اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ باذن الٰہی، والدین کے مقام و مرتبے کا تذکرہ، عنقریب فقرہ نمبر (29) کے تحت آئے گا۔

اسلام کی تکریم عورت کا ایک منظر نامہ یہ بھی ہے کہ اس نے بیوی کی تمام تر ضروریات کی تکمیل کی ذمہ داری صاحب استطاعت شوہر پر ڈالی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے، اسی میں سے (اپنی حسب حیثیت) دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے، اللہ تنگی کے بعد آسانی وفراغت بھی کر دے گا۔“ (الطلاق: 7). ایک شخص نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر مت مارو، اور اس کو کوئی قبیح بات نہ کہو۔“ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہروں پر بیویوں کے بعض حقوق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: ”ان کے کھان پان اور پہناوے کی اچھائی کے ساتھ پوری ذمہ داری تم مردوں پر ہے۔“ (صحیح مسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ”ایک انسان کے گناہ گار ہونے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ان اشخاص کو برباد کر دے جن کے کھان پان کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "من یقوت، یعنی جن کے کھان پان کی ذمہ داری اس پر ہے" کہنے سے مراد وہ شخص ہے جس پر مخصوص افراد کے نان ونفقہ کی ذمہ داری ہے، مفہوم اس کا یہ ہے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے والے سے کہا: کہ اہل وعیال کے خرچہ سے جو زیادہ نہ ہو اس کو ثواب کی امید میں صدقہ نہ کرو، کیونکہ اس صورت میں اگر تم نے ان کو ضائع وبرباد کر دیا تو وہ گناہ کا کام ہو جائے گا۔“

اسلام کی تکریم عورت کا ایک منظر نامہ یہ بھی ہے کہ اس نے بیٹی کی تمام تر ضروریات کی تکمیل کا ذمہ باپ پر ڈالا ہے، ارشاد ربانی ہے: ”مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمے ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو۔“ (البقرہ: 233). پس اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ جس باپ کا بچہ ہے اسی کے ذمے اس بچے کا روٹی کپڑا دستور کے مطابق ہے، فرمان الٰہی ہے: ”اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو تم ان (عورتوں) کو ان کی مزدوری دے

دو۔" (الطلاق: 6) یوں اللہ تعالیٰ نے بچے کی رضاعت کی مزدوری کی ادائیگی باپ پر واجب کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی روٹی اور کپڑے کا ذمہ والد پر ہے اور ولد (بچے) کا اطلاق مذکر و مونث دونوں پر ہوتا ہے، آگے آنے والی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ باپ پر بیوی بچوں کا خرچ اٹھانا واجب ہے: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند (رضی اللہ عنہا) نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کنجوس آدمی ہیں، اس لیے مجھے ان کے مال میں سے تھوڑا بہت (چپکے سے) لینے کی ضرورت پڑ جاتی ہے (کیا یہ میرے لیے جائز ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک نیتی کے ساتھ اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو"۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "جس نے دو یا تین بیٹیوں یا دو یا تین بہنوں کی ان کا گھر بس جانے تک پرورش وپرداخت کی یا پھر ایسا ہوا ہو کہ ان کی ذمہ داری اٹھاتے ہوئے اس کو موت آگئی ہو، تو میں اور وہ اس طرح ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور بیچ والی انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔" (السلسلۃ الصحیحۃ: 296).

20- موت دائمی فنا نہیں ہے، بلکہ یہ عمل کے گھر سے جزا کے گھر کی طرف منتقلی ہے، موت جسم اور روح دونوں کو آتی ہے اور روح کی موت کا مطلب ہے اس کا جسم سے جدا ہونا ہے، روح ایک بار پھر قیامت کے دن بعث ونشر کے بعد اپنے اسی جسم میں عود کر آئے گی جس سے وہ دنیا میں نکلی تھی، روح موت کے بعد کسی دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی دوسرے جسم میں عمل تناسخ کے ذریعے داخل ہوتی ہے۔

موت کا مطلب ہمیشہ کے لیے فنا ہو جانا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کہہ دیجیے کہ تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" (السجدہ: 11). موت جسم اور روح دونوں کو آتی ہے اور روح کی موت کا مطلب ہے: جسم سے اس کا جدا ہو جانا، روح ایک بار پھر قیامت کے دن بعث ونشر کے بعد اپنے اسی جسم میں عود کر آئے گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ ہی روحوں کو ان کی موت

کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کرلیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔" (الزمر: 42). اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھ اس کا پیچھا کرتی ہے۔" اسے امام مسلم (920) نے روایت کیا ہے۔ موت کے بعد انسان عمل کے گھر سے جزا کے گھر میں منتقل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے، بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا، تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے۔" (یونس: 4).

روح موت کے بعد کسی دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ عمل تناسخ سے گذرتی ہے، بلکہ یہ ایک ایسا دعوی ہے جس کو عقل مانتی ہے اور نہ حس اور نہ ہی اس بے بنیاد عقیدے پر انبیا علیہم السلام سے منقول کوئی دلیل ملتی ہے۔

21-اسلام انسان کو ایمان کے تمام بڑے ارکان پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، جو کہ یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، اللہ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لانا جیسے تورات، زبور اور انجیل ان میں تحریف کے وقوع سے پہلے اور قرآن کریم، تمام انبیا و رسل علیہم السلام پر اور ان کے سلسلۂ زریں کی آخری کڑی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آخرت کے دن پر ایمان لانا، یہاں پر یہ بات ذہن نشیں رہے کہ اگر دنیوی زندگی ہی منتہائے مقصود ہوتی تو زندگی اور وجود کا یہ کار عظیم کار عبث کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، اور قضا و قدر پر ایمان لانا۔

اسلام انسان کو ایمان کے عظیم ترین ارکان پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، جس کی تمام انبیا و رسل علیہم السلام نے دعوت دی، جو کہ یہ ہیں:

پہلا رکن: یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا رب، خالق، رازق اور مدبر ہے اور صرف وہی ہر قسم کی عبادت کا تنہا حق دار ہے، اس کے سوا کسی بھی چیز کی عبادت اور اس کے علاوہ ہر معبود باطل محض ہے۔ اس لیے عبادت صرف اسی کو زیب دیتی ہے اور اس کے علاوہ کسی کی بھی عبادت کرنا صحیح اور درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے دلائل فقرہ نمبر (8) میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان عظیم ترین اصول کو قرآن عظیم کی بہت ساری الگ الگ آیتوں میں بیان کیا ہے، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک بھی ہے: ''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔'' (البقرہ: 285) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔'' (البقرہ: 177). اللہ تعالیٰ نے ان اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے اور واضح کر دیا ہے کہ جو ان کے ساتھ کفر کرتا ہے، وہ بھٹک کر بہت دور جا گرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔'' (النساء: 136). سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے

نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر نہ سفر کے کوئی آثار دکھائی دے رہے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، (وہ آیا) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اس طرح بیٹھا کہ اس نے اپنے دونوں گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملادیے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیا اور سوال کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتلائیے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہے، اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، (عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں اس پر بڑا تعجب ہوا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا ہے اور خود ہی آپ کی تصدیق کر رہا ہے، اس نے پھر سوال کیا: مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، نیز اچھی اور بری تقدیر (کے اللہ کی طرف سے ہونے) پر ایمان لاؤ، اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر پوچھا: مجھے احسان کے بارے میں بتلائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ خیال نہیں کر سکتے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو (کم از کم یہ خیال رہے کہ) یقیناً وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" (صحیح مسلم: 8) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ السلام اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دین کے مراتب: اسلام، ایمان اور احسان، کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا اور پھر آپ نے اپنے اصحاب کو خبر دی کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے، یہی ہے پیغام الٰہی اسلام جس کو سیدنا جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے لے کر آئے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دنیا کے لوگوں تک پہنچایا، پھر آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی پوری پوری حفاظت کی اور آپ کے بعد اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچادیا۔

دوسرا رکن: فرشتوں پر ایمان لانا ہے، فرشتے عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ہیئت و شکل دے کر پیدا کیا ہے اور عظیم ذمہ داریاں سونپی ہیں جن میں سب سے اہم ذمہ داری انبیا ورسل علیہم السلام تک اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی ترسیل وابلاغ ہے۔ سب سے زیادہ معزز و مکرم فرشتہ سیدنا جبریل علیہ السلام

ہیں، وہ انبیا ورسل علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر آتے تھے، اور اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک ہے: ''وہی فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں، پس تم مجھ سے ڈرو۔'' (النحل: 2) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اور بے شک وشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔ اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ صاف عربی زبان میں ہے۔ اگلے نبیوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کا تذکرہ ہے۔'' (الشعراء: 192-196).

تیسرا رکن: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں، جیسے تورات وانجیل اور زبور - ان میں تحریف کے وقوع سے پہلے - اور قرآن پر ایمان لانا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔'' (النساء: 136) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا تھا۔ اس سے پہلے لوگوں کو ہدایت کرنے والی بنا کر اور قرآن بھی اسی نے اتارا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے۔'' (آل عمران: 3-4) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔'' (البقرہ: 285). اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے

گئے ،ان سب پر ایمان لائے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔"(آل عمران: 84).

چوتھا رکن: تمام انبیا ورسل علیہم السلام پر ایمان لانا ہے، سوان تمام پر ایمان لانا واجب ہے، نیز اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے جنہوں نے اپنی اپنی امت تک اللہ تعالیٰ کے پیغامات، اس کے دین اور اس کی شریعت کی ترسیل و ابلاغ کی ذمہ داری ادا کر دی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔"(البقرہ: 136). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔"(البقرہ: 285). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے، ان سب پر ایمان لائے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔"(آل عمران: 84).

اس بات پر بھی ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں ، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے، تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی

مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"(آل عمران: 81).

اس طرح اسلام تمام انبیا ورسل علیہم السلام پر عمومی ایمان لانا واجب گردانتا ہے اور اسی طرح آخری نبی و رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو لازم و ناگزیر ٹھہراتا ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم دراصل کسی چیز پر نہیں جب تک کہ تورات وانجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے, قائم نہ کرو۔"(المائدہ: 68).اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں، تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔"(آل عمران: 64)اس لیے جس نے ایک بھی نبی کا انکار کیا تو اس نے بلاشبہ تمام انبیا ورسل (علیہم السلام) کا انکار کر دیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں صادر کیے گئے اپنے حکم کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: "قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔"(الشعراء: 105)جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا، لیکن اس کے باوجود ان کی قوم کا انہیں جھٹلانا ان کی طرف سے تمام نبیوں اور رسولوں کو جھٹلانا تھا، کیونکہ تمام انبیا کی دعوت بھی ایک تھی اور غایت بھی ایک۔

پانچواں رکن: آخری دن یعنی قیامت کے دن پر ایمان رکھنا ہے۔ اس دنیوی زندگی کے اختتام پر اللہ تعالیٰ سیدنا اسرافیل علیہ السلام کو بے ہوشی کا صور پھونکنے کا حکم دے گا، تو وہ صور پھونک دیں گے جس سے ہر وہ شخص مر جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ مارنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔"(الزمر: 68).جب آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں سب مر جائیں گے مگر اللہ جسے چاہے، تو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو لپیٹ دے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں، جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش

کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے۔" (الانبیاء: 104). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔" (الزمر: 67). اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روز قیامت اللہ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے گا اور پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں وہ لوگ جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو متکبر بنے پھرتے تھے؟ پھر اللہ ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا اور کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں جو متکبر بنے پھرتے تھے؟" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرشتے (اسرافیل علیہ السلام) کو حکم دے گا تو وہ دوسری بار صور پھونکے گا، جس سے سارے لوگ اٹھ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا، تو سب اٹھ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔" (الزمر: 68). پھر جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو زندہ کر لے گا تو سب کو یکجا کرے گا، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "جس دن زمین پھٹ جائے گی اور یہ دوڑتے ہوئے (نکل پڑیں گے)، یہ جمع کر لینا ہم پر بہت ہی آسان ہے۔" (ق: 44). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے، ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی، آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد و قہار کی۔" (غافر: 16). اس دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کا حساب لے گا، ظالم سے مظلوم کا انتقام لے گا اور ہر انسان کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔" (غافر: 17) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے بڑھا کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب بھی دیتا ہے۔" (النساء: 40) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "جس نے ذرہ برابر بھی بھلا کیا ہوگا، وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔" (الزلزلۃ: 7-8) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم

نہ کیا جائے گا، اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔" (الانبیاء: 47).

بعث و نشور اور حساب کتاب کے بعد جزا اور بدلہ دینے کا مرحلہ آئے گا، جس نے اچھا عمل کیا ہوگا اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی اور غیر فانی نعمتیں ہوں گی اور جس نے برا عمل اور کفر کیا ہوگا اس کے لیے عذاب ہی عذاب ہوگا، ارشاد باری ہے: "اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی، وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں سے بھری جنتوں میں ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لیے ذلیل کرنے والے عذاب ہیں۔" (الحج: 56- 57) اور ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر یہی دنیوی زندگی پہلی اور آخری زندگی ہوتی تو یہ زندگی اور وجود خالص کارعبث ہوتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔" (المومنون: 115).

چھٹا رکن: قضا و قدر پر ایمان لانا ہے، مطلب یہ کہ اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بات کو جانتا ہے جو پہلے واقع ہو چکی ہے، جو ہو رہا ہے، اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اسے بھی جانتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس سارے علم کو زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے لکھ بھی دیا ہے، وہ کہتا ہے: "اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (خزانے)، ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔" (الانعام: 59). اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم کے اعتبار سے احاطہ کیے ہوئے ہے، ارشاد ربانی ہے: "اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی، اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔" (الطلاق: 12) اس کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کے ارادہ و مشیئت کے تحت ہی ہوتا ہے، وہی اس کی تخلیق کرتا اور وہی اس کے اسباب مہیا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی

سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کرکے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔" (الفرقان:2)اوران تمام باتوں میں اس کی حکمت بالغہ مضمر ہے جس کا احاطہ کوئی انسان نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کہتا ہے:"اور (یہ قرآن) عظیم حکمت ہے، لیکن ان ڈراونی باتوں نے بھی (ان کفار اور جھٹلانے والوں کو) کچھ فائدہ نہ دیا۔" (القمر: 5) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:"وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے، اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے آسمانوں میں اور زمین میں بھی اور وہی غلبے والا، حکمت والا ہے۔" (الروم: 27) اللہ تعالیٰ نے خود کو "حکمت "کی صفت سے متصف کیا اور اپنا نام حکیم یعنی حکمت والا رکھا ہے، اس کا ارشاد ہے:"اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔" (آل عمران: 18). اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں مخاطب ہوں گے:"اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔" (المائدۃ: 118) اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسی علیہ السلام سے جب وہ طور پہاڑ کے ایک کنارے پر تھے ان کو پکارتے ہوئے فرمایا: موسیٰ! سن بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب باحکمت۔" (النمل: 9).

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم کو بھی "حکمت "سے متصف قرار دیتے ہوئے فرمایا:"الر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔" (ھود: 1) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:"یہ بھی منجملہ اس وحی کے ہے جو تیری جانب تیرے رب نے حکمت سے اتاری ہے۔ تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا کہ ملامت خوردہ اور راندۂ درگاہ کرکے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔" (الاسراء: 39).

22-انبیائے کرام علیہم السلام صرف اللہ تعالیٰ کے دین وشریعت کی تبلیغ کے معاملے میں ہی معصوم نہیں تھے، بلکہ ہر اس چیز سے معصوم تھے جو عقل کے خلاف ہو یا جس کا فطرت سلیمہ انکار کرتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچانے کے مکلف ہوتے تھے، ان کے اندر ربوبیت یا الوہیت کی ذرہ

برابر بھی خصوصیت نہیں تھی، بلکہ وہ دوسرے تمام انسانوں کی طرح انسان تھے جن پر اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات نازل کرتا تھا ہے۔

انبیا ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی تبلیغ و ترسیل میں بالکل معصوم تھے، کیونکہ وہ اس مشن کے لیے اپنے بہترین بندوں کا انتخاب فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی چھانٹ لیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔'' (الحج: 75). اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم (علیہ السلام) کو اور نوح (علیہ السلام) کو اور ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمالیا ہے۔'' (آل عمران: 33) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں نے پیغمبری اور اپنی ہمکلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے، تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔'' (الاعراف: 144). انبیا ورسل علیہم السلام یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ جو کچھ نازل ہوتا ہے وحی الہی ہے، وہ فرشتوں کو وحی لاتے ہوئے بچشم خویش دیکھا بھی کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کردیتا ہے۔ تاکہ ان کے اپنے رب کے پیغام پہنچا دینے کا علم ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے ان کے آس پاس (کی تمام چیزوں) کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔'' (الجن: 26-28) اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدۃ: 67) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ہم نے انہیں رسول بنایا ہے خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے، اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔'' (النساء: 165).

انبیا ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرتے اور اس کا خوف رکھتے ہیں، اس لیے نہ اس کے پیغامات میں اضافہ کرتے ہیں اور نہ ان میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات

بنالیتا، تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔" (الحاقۃ: 44-47). ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: (وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا): اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ یہ کفار و مشرکین سوچتے ہیں ہم پر جھوٹ باندھتے اور ہمارے پیغام میں ذرہ برابر بھی کمی بیشی کر دیتے یا اپنی طرف سے کچھ کہہ کر ہماری طرف منسوب کر دیتے (حالاں کہ وہ ایسا کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتے) تو ہم ان کو بہت جلد عذاب میں گرفتار کر دیتے، اسی لیے {لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ} فرمایا یعنی ہم اسے عذاب داہنے ہاتھ سے دیتے، کیوں کہ داہنے ہاتھ کی گرفت زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ: ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) کہے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسی (علیہما السلام)! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ معبود بنالو؟ وہ کہیں گے: تیری ذات پاک ہے، ایسا کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جسے کہنے کا میرا کوئی حق ہی نہیں بنتا؟ اگر میں نے ایسا کہا تھا تو پھر تو اچھی طرح جانتا ہے، کیوں کہ تو میرے دل کی بات بھی اچھی طرح جانتا ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے، بے شک تو غیب کی باتوں کو بخوبی جانتا ہے، میں نے تو ان سے وہی بات کہی تھی جسے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا، میں نے ان سے کہا تھا کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے، جب تک میں ان کے درمیان رہا ان پر گواہ رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان کا نگہبان رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔" (المائدۃ: 116-117).

انبیا و رسل علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی فضل و کرم بنا رہا کہ اس نے انہیں اپنے پیغامات کی تبلیغ کی راہ میں ثابت قدمی عطا فرمائی، ارشاد ربانی ہے: "کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ہر اس چیز سے بری ہوں جس کو تم اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہو۔ تو ٹھیک ہے تم سب مل کر میرے خلاف چالیں چلو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی ہے، جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے، جتنے بھی پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے، یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے۔" (ھود: 54-56) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اتاری ہے، بہکانا چاہتے ہیں تاکہ آپ اس کے سوا کچھ اور ہی ہمارے نام سے گھڑ گھڑا لیں، تب تو آپ کو یہ لوگ اپنا ولی و دوست

بنا لیتے۔ اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے مائل ہو ہی جاتے۔ پھر تو ہم بھی آپ کو دوہرا عذاب دنیا کا کرتے اور دوہرا ہی موت کا، پھر آپ تو اپنے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار بھی نہ پاتے۔" (الاسراء: 73-75). یہ اور اس سے پہلے کی آیات کریمہ اس بات کی شاہد و دلیل ہیں کہ قرآن اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے، کیوں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی یا گھڑی ہوئی کتاب ہوتی تو اس میں اس طرح کا کلام نہ ہوتا جو خود انہی کو مخاطب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی لوگوں کے شر سے حفاظت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچا لے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (المائدہ: 67). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور آپ ان کو نوح (علیہ السلام) کا قصہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے، تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے، تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکا کے پختہ کر لو، پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہیں ہونی چاہیے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔" (یونس: 71). اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسی علیہ السلام کے قول کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: "ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! یقیناً ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا، یا حد سے بڑھ جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ڈرو نہیں، بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔" (طہ: 45-46). یوں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اپنے رسولوں کی ان کے دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے، اس لیے وہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا پاتے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ اپنی وحی کی حفاظت کرتا ہے، اس لیے اس میں کمی بیشی ہرگز نہیں کی جا سکتی، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (الحجر: 9).

انبیا علیہم السلام ہر اس چیز سے معصوم ہوتے ہیں جو عقل یا اخلاق سے متصادم ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ کرتے ہوئے فرمایا: "اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔" (القلم: 4). اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بھی فرمایا: "اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔" (التکویر: 22)؛ اور ایسا اس لیے تاکہ وہ رسالت کی ادائیگی بہترین انداز سے کر سکیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ انبیا علیہم السلام

صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچانے کے مکلف و ذمہ دار ہیں، ان کے اندر ربوبیت یا الوہیت کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، بلکہ وہ دیگر انسانوں کی طرح انسان ہیں، جن پر اللہ اپنے پیغامات کی وحی نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے، اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔'' (ابراہیم: 11). اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں: ''آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔'' (الکہف: 110).

23- اسلام بڑی عبادات کے اصولوں کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور وہ بڑی عبادات یہ ہیں: نماز جو قیام، رکوع، سجدہ، ذکر الٰہی، اللہ کی حمد و ثنا اور دعا پر مشتمل ہے، جسے آدمی ہر روز پانچ مرتبہ پڑھتا ہے اور اس کی ادائیگی کے دوران ہر فرق و امتیاز مٹ جاتا ہے، کیونکہ امیر و غریب، اعلیٰ و ماتحت نماز میں ایک ہی صف میں ہوتے ہیں۔ اور زکوٰۃ جو تھوڑی سی رقم ہے جو- اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ شرطوں اور پیمانوں کے مطابق- مال داروں کے مال میں سال میں ایک بار واجب ہے جو غریبوں وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اور روزہ، جو کہ: رمضان کے مہینے میں دن کے وقت روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنے کا نام ہے، جس سے دل میں قوت ارادی اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ اور حج، جو کہ: مکہ مکرمہ میں اللہ کے گھر (کعبہ مشرفہ) کی زیارت کرنا ہے، جو جسمانی اور مالی اعتبار سے قادر شخص پر عمر بھر میں ایک بار واجب ہے، اس حج میں سبھی لوگ خالق کی طرف متوجہ ہونے میں برابر ہو جاتے ہیں اور اس میں ہر طرح کے فرق و امتیاز اور وابستگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

اسلام بڑی عبادتوں اور ان کے علاوہ دیگر عبادات کے ذریعے اللہ کی عبادت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ عظیم عبادات اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر فرض کی تھیں، سب سے بڑی عبادات یہ ہیں:

پہلی عبادت: نماز ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح سارے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر فرض کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اللہ کے گھر کو طواف کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدے کرنے والوں کے لیے پاک صاف کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو، ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔'' (البقرہ: 125). جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو پہلی بار پکارا، توان پر نماز فرض کرتے ہوئے فرمایا: ''یقیناً میں ہی تیرا پروردگار ہوں، تو اپنی جوتیاں اتار دے، کیونکہ تو پاک میدان طویٰ میں ہے۔ اور میں نے تجھے منتخب کر لیا، اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔'' (طہ: 12-14) مسیح علیہ السلام نے بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا: ''اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں۔'' (مریم: 31). اسلامی نماز قیام ورکوع، سجود، ذکر الٰہی، ثنائے ربانی اور دعا پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسے ایک مسلمان کو دن رات میں پانچ بار ادا کرنا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔'' (البقرہ: 238). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔'' (الاسراء: 78). اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رہا رکوع، تو اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور جہاں تک معاملہ ہے سجدوں کا، تو ان میں خوب دعائیں کرو؛ کیونکہ سجدوں کی دعاؤں کی قبولیت کی امید بہت زیادہ ہوتی ہے۔'' (صحیح مسلم)

دوسری عبادت: زکوٰۃ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر فرض کیا تھا۔ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اندازوں اور شرطوں کے مطابق سال بھر میں

ایک بار امیروں سے لے کر غریبوں وغیرہ میں تقسیم کیے جانے والے تھوڑے سے مال کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔" (التوبۃ: 103). اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا تو ان سے فرمایا تھا: "تم ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں، تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر انہی کے غریب لوگوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو زکوۃ میں ان کا بہترین مال ہرگز نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے۔" (بخاری، حدیث نمبر: 1496، مسلم حدیث، نمبر: 19).

تیسری عبادت: روزہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے، جس طرح تمام انبیا ورسل علیہم السلام پر فرض کیا تھا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔" (البقرہ: 183) ماہ رمضان کے دنوں میں ہر طرح کی روزہ توڑنے والی چیزوں سے رک جانے کو روزہ کہتے ہیں، روزہ انسان کے اندر قوت ارادی اور صبر کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کہتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندہ میرے لیے اپنی شہوت اور کھان پان کو چھوڑ دیتا ہے، روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خصوصی خوشیاں ہیں: ایک افطار کرتے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی، جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 7492).

چوتھی عبادت: حج ہے، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر فرض کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی وخلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حج کی منادی کرنے کا حکم

دیا تھا،اللہ تعالیٰ کافرمان ہے: ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے،لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی اور دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔''(الحج:27).اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ حاجیوں کے لیے بیت اللہ کو پاک صاف رکھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور جب کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف، قیام، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا۔''(الحج:26).

حج: مخصوص اعمال کی انجام دہی کے لیے مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں، یہ عمر بھر میں صرف ایک بار ایسے شخص پر واجب ہے جو وہاں تک پہنچنے کا خرچ اور قوت رکھتا ہو،اللہ تعالیٰ کافرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہے۔''(آل عمران: 97).حج میں مسلمان حجاج کرام اخلاص کا پیکر بن کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالانے کے لیے ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں اور سب ایسے بے نظیر طریقے سے حج کے مناسک ادا کرتے ہیں جس میں ماحول، ثقافت اور معیار زندگی کے سارے فرق ختم ہو جاتے ہیں۔

24-اسلامی عبادات کا اہم ترین خاصہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کی ساری کیفیات، اوقات اور شرائط بذات خود اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک من و عن پہنچادیا ہے، ان میں کمی بیشی کرنے کے لیے کسی بھی انسان نے آج تک دخل اندازی نہیں کی، یہ تمام بڑی عبادتیں ایسی ہیں جن کی دعوت تمام انبیاورسل علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو دی تھی۔

اسلامی عبادات کا اہم ترین خاصہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کی ساری کیفیات، اوقات اور شرائط بذات خود اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک من و عن پہنچادیا ہے، کسی انسان نے آج تک ان میں کمی بیشی کرنے کے لیے دخل اندازی نہیں کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔'' (المائدہ: 3).اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:''پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں، بے

شک آپ راہ راست پر ہیں۔"(الزخرف: 43).اللہ تعالیٰ کا نماز کے بارے میں ارشاد ہے: "پھر جب تم نماز ادا کر چکو، تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو! یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔"(النساء: 103)اور زکوٰۃ کے مصارف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔"(التوبۃ: 60)اور اللہ تعالیٰ نے روزہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: "ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو، اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"(البقرہ: 185)اور حج کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: "حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کروگے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقل مندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔"(البقرہ: 197).ان تمام عظیم عبادتوں کی طرف دعوت تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام نے دی ہے۔

25-اسلام کے پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے ہیں، آپ کی پیدائش مکہ میں 571 عیسوی میں ہوئی اور وہیں پر نبوت ورسالت سے سرفراز ہوئے، پھر ہجرت کرکے مدینے چلے گئے، آپ نے بت پرستی کے کسی بھی معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا، لیکن آپ ان کے ساتھ بڑے بڑے کاموں میں حصہ لیا کرتے تھے، آپ اپنی بعثت سے پہلے بھی اخلاق فاضلانہ سے متصف تھے اور یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو امین کہہ کر پکارا کرتے تھے، جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت ورسالت سے نوازا اور بہت سارے عظیم معجزات

سے آپ کی تائید فرمائی، جن میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے، اور یہ قرآن انبیاے کرام کی نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی ہے اور یہ انبیاء کی نشانیوں میں سے آج تک باقی رہنے والی نشانی ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دین کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوری امانت داری کے ساتھ اپنی امت تک پہنچا دیا، تو 63 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ نبویہ میں مدفون ہوئے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ انبیا و رسل علیہم السلام کی سب سے آخری کڑی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ دنیا کے لوگوں کو بت پرستی اور کفر و جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ایمان کی روشنی میں لے آئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں یہ گواہی دی ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے اپنا داعی بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

اسلام کے پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، آپ سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے تھے، آپ کی پیدائش مکہ میں 571 عیسوی میں ہوئی اور وہیں پر نبوت و رسالت سے سرفراز ہوئے، پھر ہجرت کر کے مدینے چلے گئے، آپ کی قوم کے لوگ آپ کو امین کہہ کر پکارا کرتے تھے، آپ نے بت پرستی کے کسی بھی معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا، لیکن آپ ان کے ساتھ بڑے بڑے کاموں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ ،آپ اپنی بعثت سے پہلے عظیم اخلاق سے متصف تھے، آپ کو رب کائنات نے صاحب "خلق عظیم" ہونے کی سند عطا فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے: ''اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔'' (القلم: 4). جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت و رسالت سے نوازا اور بہت سارے عظیم معجزات سے آپ کی تائید فرمائی، جن میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور عطا کیا جس کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوگی۔'' (صحیح بخاری). قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی ہوئی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ''اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک

نہیں، پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔“ (البقرہ: 2). جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا، تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔“ (النساء: 82).

اللہ تعالیٰ نے تمام جنوں اور انسانوں کو چیلنج دیا کہ اس جیسی کتاب گھڑ کر پیش کر دیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں، تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے، گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔“ (الاسراء: 88).

پھر یہ چیلنج دیا کہ اس کے جیسی صرف دس سورتیں ہی بنا کر لے آئیں، اللہ تعالیٰ نے کہا: ”کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے، جواب دیجیے کہ پھر تم بھی اسی کی مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو۔“ (ھود: 13).

اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ چیلنج دیا کہ اس کی مثل صرف ایک سورت گھڑ کر لے آئیں، فرمایا: ”ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے، اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔“ (البقرہ: 23).

قرآن عظیم انبیاے کرام کی نشانیوں میں سے آج تک باقی رہنے والی اکیلی نشانی ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دین کی تکمیل فرما دی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوری امانت داری کے ساتھ اپنی امت تک پہنچا دیا، تو 63 سال کی عمر میں آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ نبویہ میں مدفون ہوئے۔

رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے سلسلۂ زریں کی آخری کڑی تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”(لوگو!) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں، بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے۔“ (الاحزاب: 40).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے ایک بہت خوب اور بے حد خوبصورت گھر بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک

اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگے اور اس پر حیرت کا اظہار کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں جوڑی گئی؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی اینٹ ہوں، میں ہی آخری نبی ہوں۔" (صحیح بخاری)

انجیل میں سیدنا مسیح علیہ السلام نے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سناتے ہوئے کہا ہے: "جس پتھر کو جوڑنے سے معماروں نے منع کر دیا، وہی اس گھر کا سرتاج بن گیا، کیا تم نے کبھی کتابوں میں نہیں پڑھا؟: ان سے عیسی (علیہ السلام) نے کہا کہ پروردگار کی طرف سے ایسا ہوا، اور یہ ہماری آنکھوں کے لیے بڑا عجیب ہے۔" آج کی موجودہ تورات میں بھی وہ بات درج ہے جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسی علیہ السلام سے کہی تھی: "میں ان کے ہی بھائیوں میں سے تیرے جیسا ایک نبی مبعوث کروں گا، اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا اور وہ بس وہی بات کہے گا جس کی میں اسے حکم دوں گا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں خود یہ گواہی دی کہ آپ حق پر ہیں اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے اپنا داعی بنا کر مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے۔" (النساء: 166) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کرے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا۔" (الفتح: 28).

اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت کے ساتھ اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو بت پرستی، کفر اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ایمان کی روشنی میں لے آئیں، ارشاد ربانی ہے: "جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے حصول کے امیدوار ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔" (المائدہ: 16).

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''الر! یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی راہ کی طرف۔''(ابراہیم:1).

26-اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پیغامات الٰہیہ اور شرائع ربانیہ کا خاتمہ ہے وہ ایک ایسی کامل و مکمل شریعت ہے جس میں لوگوں کے دین اور دنیا دونوں کی بہتری مضمر ہے، یہ سب سے پہلے لوگوں کے مذاہب، ان کے خون، ان کے مال، ان کے عقل اور ان کی نسل کی محافظ و نگہبان ہے، اور یہ ہر سابقہ شریعت کو اسی طرح منسوخ کرنے والی ہے جس طرح پہلے کی ایک شریعت دوسری شریعت کو منسوخ کردیتی تھی۔

اللہ کے رسول محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت تمام تر پیغامات الٰہیہ اور شرائع ربانیہ کا خاتمہ ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل کردی اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی لوگوں پر اپنی نعمت کا اتمام کردیا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

''آج میں نے تمھارے لیے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمھارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''(المائدۃ:3).

اسلامی شریعت ایک کامل و مکمل شریعت ہے جس میں لوگوں کے دین اور دنیا دونوں کی بہتری ہے، کیونکہ یہ تمام سابقہ شریعتوں کی جامع اور ان سب کی تکمیل واتمام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔''(الاسراء:9).

اسلامی شریعت نے لوگوں کے سر سے وہ سارے بوجھ اتار دیے جو سابقہ امتوں کے سروں پر لدے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ ایسے رسول ونبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو

حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"(الاعراف:157).

اسلامی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کی ناسخ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجیے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جایئے، تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے، اگر منظور مولیٰ ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔"(المائدہ:48).

پس قرآن کریم جس میں ایک مکمل شریعت موجود ہے سابقہ کتب الہیہ کی تصدیق کرنے والا، ان کا فیصل اور ان کا ناسخ بن کر نازل ہوا ہے۔

27-اللہ تعالیٰ اس اسلام کے علاوہ کوئی اور دین قبول نہیں کرے گا جو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس اسلام کے علاوہ کوئی اور دین مقبول نہیں جسے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین و شریعت کو گلے لگائے گا اسے اس کی طرف سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے گا اس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔"(آل عمران:85)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے۔“(آل عمران:19).

یہ اسلام، ملت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی اختیار کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہے۔“(البقرہ:130).

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ”باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے۔“(النساء:125).

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم بھی دیا ہے: ”آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتادیا ہے کہ وہ ایک دین مستحکم ہے، جو طریقہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔“(الانعام:161).

28-قرآن کریم اللہ کی وہ کتاب ہے جسے اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کیا، وہ بے شک تمام جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جنوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ قرآن جیسی کوئی کتاب یا اس کی کسی سورت جیسی صرف ایک سورت ہی بنا کر پیش کر دیں، اور یہ چیلنج آج بھی بدستور برقرار ہے، قرآن کریم بہت سے اہم سوالات کے جوابات دیتا ہے جو کروڑوں لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں، قرآن کریم آج تک اسی عربی زبان میں محفوظ ہے جس میں وہ نازل ہوا تھا، اس کا ایک حرف بھی کم نہیں ہوا، اور وہ مطبوعہ اور شائع شدہ ہے، یہ ایک عظیم، معجزاتی کتاب ہے جو پڑھنے یا اس کے معانی کا ترجمہ پڑھنے کے لائق ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، آپ کی تعلیمات اور آپ کی سیرت معتبر راویوں کے ایک سلسلے کے مطابق محفوظ اور منقول ہے، یہ ساری چیزیں بھی اسی عربی زبان میں مطبوع ہیں جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت کیا کرتے تھے، ان

کا ترجمہ بھی دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ واحد ماخذ ہیں جن سے اسلامی احکام و قوانین اخذ کیے جاتے ہیں، لھذا اسلام اس سے وابستہ افراد کے اعمال وتصرفات سے نہیں لیا جاتا؛ بلکہ وحی الہی یعنی قرآن وسنت سے لیا جاتا ہے۔

قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کی وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے عربی رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں کی، یہ کتاب تمام جہانوں کے پاک پروردگار کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور بے شک وشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔ اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ صاف عربی زبان میں ہے۔'' (الشعراء: 192-195). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''بے شک آپ کو اللہ حکیم وعلیم کی طرف سے قرآن سکھایا جا رہا ہے۔'' (النمل: 6)

یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اور اللہ کی اتاری ہوئی سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے، ارشاد ربانی ہے: ''اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ (کی وحی) کے بغیر (اپنے ہی سے) گھڑ لیا گیا ہو، بلکہ یہ تو (ان کتابوں کی) تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور کتاب (احکام ضروریہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی بات شک کی نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔'' (یونس: 37).

قرآن کریم اکثر ان مسائل کی تفصیل بیان کرتا ہے جن میں یہود و نصاریٰ اپنے مذہب میں اختلاف رکھتے تھے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔'' (النمل: 76).

قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ، اس کے دین اور اس کی جزا سے متعلق حقائق کو جاننے کے لیے ایسے دلائل و براہین موجود ہیں جن سے تمام لوگوں پر حجت تمام ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں، کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں۔'' (الزمر: 27).

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کا وضاحت نامہ اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت اور خوش خبری ہے۔'' (النحل: 89).

قرآن کریم بہت سے اہم سوالات کے جوابات دیتا ہے جو کروڑوں لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں، جیسے وہ پورے یقین واعتماد کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو کیسے پیدا کیا، ارشاد ہے: ''کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے، پھر ہم نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔'' (الانبیاء:30).

وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیسے پیدا کیا، ارشاد ہے: ''لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے، تو سوچو! ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر خون بستہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے، جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا۔ یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں اور ہم جسے چاہیں، ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں، پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں، پھر تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لیے جاتے ہیں اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹا دیے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائے، تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے، پھر ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار نباتات اگاتی ہے۔'' (الحج:5).

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ اس زندگی کے بعد انسان کا آخری ٹھکانہ کہاں ہوگا اور نیک وبد انسان کی جزاوسزا کیا ہوگی۔ اس مسئلے پر فقرہ (20) کے تحت دلیلیں بیان کی جا چکی ہیں۔ یہ اس سوال کا جواب بھی دیتا ہے کہ: اس کائنات کا وجود بس اتفاقیہ ہے یا کسی اعلی مقصد کے تحت اسے وجود میں لایا گیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آپہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟'' (الاعراف:185).

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔'' (المومنون:115).

قرآن کریم آج بھی اسی زبان میں محفوظ ہے جس میں نازل ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' (الحجر:9).

آج تک اس سے ایک حرف بھی کم نہ ہوا، اور یہ ناممکن ہے کہ اس میں ذرا بھی تناقض یا نقص یا تبدیلی واقع ہو جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا، تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔'' (النساء: 82).

وہ مطبوعہ اور شائع شدہ ہے، اور ایک عظیم، معجزاتی کتاب ہے جو پڑھنے، یا سننے، یا اس کے معانی کا ترجمہ پڑھنے کے لائق ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت، آپ کی تعلیمات اور آپ کی سیرت ثقہ راویوں کے ایک سلسلے کے مطابق محفوظ اور منقول ہے۔ یہ ساری چیزیں بھی اسی عربی زبان میں مطبوع ہیں، جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم بات چیت کیا کرتے تھے، ان کا ترجمہ بھی دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہی دو ایسے ماخذ ہیں جن سے اسلامی احکام اور قوانین اخذ کیے جاتے ہیں، اس لیے اسلام اس سے وابستہ افراد کے اعمال و تصرفات سے نہیں لیا جاتا؛ بلکہ معصوم وحی الہی یعنی قرآن و سنت سے لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی شان میں فرماتا ہے: ''بے شک جن لوگوں نے ذکر (قرآن) کے ان کے پاس آجانے کے بعد کفر کیا، جب کہ یہ ایک ایسی غالب و محکم کتاب ہے کہ باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ تو حکمت والے بے انتہا تعریف کے لائق اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔'' (فصلت: 41-42).

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی سنت کی شان میں فرمایا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے: ''اور رسول جو کچھ تمہیں دے، اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے، اس سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب والا ہے۔'' (الحشر: 7).

29- اسلام والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، اور اولاد کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتا ہے۔

اسلام والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری

موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔" (الاسراء: 23). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔" (لقمان: 14). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے، یہاں تک کہ جب وہ پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (الاحقاف: 15). سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیرا باپ۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5971، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2548)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا یہ حکم عام ہے یعنی والدین چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم، ان سے بہر حال حسن سلوک کرنا ہے۔ سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ قریش سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدہ کے زمانے میں میری ماں جو اس وقت تک مشرک تھیں اپنے بیٹے کے ساتھ مجھ سے ملنے آئیں، میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت استفسار کرتے ہوئے کہا: میری ماں جو مشرک ہیں لیکن اسلام کی طرف مائل ہیں مجھ سے ملنے آئی ہیں، تو کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔" (صحیح بخاری) لیکن اگر والدین اپنی اولاد کو اسلام سے پھیر کر کفر کے دامن میں واپس لانے کی کوشش کریں ، تو اسلام اسے حکم دیتا ہے کہ ایسی صورت میں وہ ان کی اطاعت نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان بحال رکھے، ان کے

ساتھ حسن سلوک اور نیکی کا معاملہ کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو، تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔'' (لقمان: 15)

اسلام ایک مسلمان کو قرابت دار یا غیر قرابت دار مشرکین سے اگر اس سے حالت جنگ میں نہ ہوں تو احسان کا معاملہ کرنے سے منع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (الممتحنۃ: 8).

اسلام والدین کو اپنی اولاد کی بہترین پرورش وپرداخت کرنے کی تاکیدی حکم دیتا ہے، اسلام کا والد کو اس سلسلے میں سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس بات کی تعلیم دے کہ ان پر ان کے پروردگار کے کیا حقوق ہیں، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''اے بچے! یا فرمایا کہ اے ننھے! کیا میں تجھے ایسے چند کلمات نہ سکھادوں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ عطا کرے؟ میں نے کہا: ضرور۔ فرمایا: اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر واللہ تمہاری حفاظت کرے گا، اللہ کی حفاظت کرو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے، تم خوش حالی میں اسے یاد رکھو وہ تمہیں تنگ حالی میں یاد رکھے گا، جب مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد طلب کرنی ہو تو اللہ سے طلب کرو۔'' (اسے احمد (287/4) نے روایت کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نفع بخش دینی ودنیوی امور کی تعلیم دیں، اس نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔'' (التحریم: 6). سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول: ''خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ.'' کی تفسیر وتوضیح میں منقول ہے: ''ان کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے والد کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم دے تاکہ نماز اس کی گھٹی میں پڑ جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ''تمہاری اولاد جب سات سال کی ہو جائے، تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔''اسے امام ابو داود نے روایت کیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ''تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، امام ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی جوابدہ ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، نوکر اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا، غرض تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 893، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1829)۔

اسلام نے والد کو اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کا خرچ اٹھانے کا حکم دیا ہے، اور اس میں سے کچھ کا ذکر فقرہ نمبر (18) میں ہو چکا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''بہترین دینار جسے انسان خرچ کرتا ہے: وہ دینار ہے جسے وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے انسان اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لیے) اپنے جانور (سواری) پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔'' ابو قلابہ نے کہا: آپ نے اہل و عیال سے ابتدا فرمائی، پھر ابو قلابہ نے کہا: اجر میں اس آدمی سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ ان کو (سوال کی) ذلت سے بچاتا ہے یا اللہ اس کے ذریعے سے انھیں فائدہ پہنچاتا ہے اور غنی کرتا ہے۔''(صحیح مسلم: 994)

30-اسلام دشمنوں کے ساتھ بھی قول و عمل میں انصاف کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالی اپنے افعال اور اپنے بندوں کے مابین معاملات کی تدبیر میں عدل وانصاف سے متصف ہے، اس نے جو حکم دیا، جس سے منع کیا، جو کچھ پیدا کیا اور جو تقدیر لکھی، ہر چیز میں وہ راہ راست پر ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالی، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''(آل عمران: 18). اللہ تعالی عدل قائم کرنے کا حکم دیتا ہے، اس کا فرمان ہے: ''آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے مجھے عدل وانصاف قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔'' (الاعراف: 29). تمام انبیا ورسل علیہم السلام عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے آئے تھے، اللہ تعالی کہتا ہے: ''بے

شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتاب و میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔‘‘(الحدید: 25). میزان کا مطلب ہے: اقوال اور افعال میں عدل وانصاف کا اہتمام کرنا۔

اسلام قول و عمل میں دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولا کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو، یا اپنے ماں باپ کے، یا رشتہ دار عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لیے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔‘‘(النساء: 135)اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ’’ان لوگوں کی دشمنی جنہوں نے تمہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا تمہیں حد سے تجاوز کرنے پر نہ اکسا دے، تم لوگ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، ظلم و عدوان پر تعاون ہرگز نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔‘‘(المائدہ: 2)اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ’’اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل کام کرنے پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔‘‘(المائدہ: 8)

کیا آپ کو آج کی قوموں کے قوانین میں یا لوگوں کے مذاہب میں ایسا حکم ملتا ہے کہ حق کی گواہی دیں اور سچ بولیں خواہ اپنے، والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو؟ کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب بھی دوست دشمن سب کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے؟

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے درمیان بھی عدل وانصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ عامر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو منبر سے کہتے ہوئے سنا: میرے ابو جان نے مجھے ایک عطیہ دیا، تو عمرہ بنت رواحہ (ان کی ماں) کہنے لگیں: میں اس سے اسی وقت مطمئن اور خوش ہو سکتی ہوں جب آپ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنالیں، یہ سن کر وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میں نے عمرہ بنت رواحہ کے بطن سے پیدا ہونے والے اپنے اس بیٹے کو ایک عطیہ دیا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میں

اس پر آپ کو اے اللہ کے رسول ! گواہ بنادوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتنا ہی تم نے اپنے سارے بچوں کو دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: ''تو اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔'' نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر ابو جان لوٹ آئے اور اپنا عطیہ لوٹا لیا۔'' (صحیح بخاری: 2587)

ایسا اس لیے کیوں کہ عوام اور ملکوں کے تمام معاملات کی درستگی عدل ہی پر منحصر ہے اور لوگ اپنے مذاہب، خون، اولاد، عزت و آبرو، مال و دولت اور وطن کے معاملے میں مامون و محفوظ اسی وقت ہو سکتے ہیں جب عدل قائم ہو، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جب مکہ کے کافروں نے مسلمانوں پر زمین تنگ کر دی، ان کا جینا محال کر دیا تو ان کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں اور اس کا سبب یہ بتایا کہ حبشہ پر ایک عادل و منصف بادشاہ حکومت کرتا ہے اور اس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

31- اسلام تمام مخلوقات کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی دعوت دیتا ہے۔

اسلام تمام مخلوقات پر احسان کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور قرابت داروں کو عطا کرنے کا حکم دیتا ہے۔'' (النحل: 90) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔'' (آل عمران: 134) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص (جو جانور کو ذبح کرنا چاہتا ہو) اپنی چھری کو خوب تیز کر لے اور ذبح کیے جانے والے جانور کو آرام پہنچائے۔'' (صحیح مسلم: 1955)

اسلام اچھے اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونے اور اچھے اعمال کرنے کی دعوت و ترغیب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتابوں میں اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بتلائی ہے: ''جو لوگ ایسے رسول و نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور

ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔" (الاعراف: 157) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! اللہ تعالیٰ بے حد نرم خو ہے اور نرمی کو پسند بھی کرتا ہے، وہ نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں بخشتا اور نہ اس کے علاوہ کسی اور چیز پر نوازتا ہے۔" (صحیح مسلم: 2593) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور روک و مانگ (اپنے ذمے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے اور ناجائز حقوق کا مطالبہ کرنے) کو حرام قرار دیا ہے اور تمہارے لئے قیل و قال، کثرت سوال اور مال کو یوں ہی برباد کرنے کو سخت ناپسند فرمایا ہے"۔ (صحیح بخاری: 2408) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہو سکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لے آؤ، اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنالو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔" (صحیح مسلم: 54).

32- اسلام پسندیدہ اخلاق سے آراستہ و پیراستہ ہونے کا حکم دیتا ہے، جیسے صدق گوئی، امانت کی ادائیگی، پاک دامنی، حیاداری، بہادری، جود و سخا، محتاج کی اعانت، مظلوم و مقہور کی فریاد رسی، بھوکے کو کھانا کھلانا، اچھی ہمسائیگی، صلہ رحمی اور جانوروں پر رحم کھانا وغیرہ۔

اسلام اخلاق فاضلانہ سے متصف ہونے کا حکم دیتا ہے، اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "بے شک میں حسن اخلاق کے اتمام کے لیے بھیجا گیا ہوں۔" (صحیح الادب المفرد: 207) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور بروز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ اخلاق مند ہیں اور میری نظر میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور بروز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور بیٹھنے والے بدزبان و بد خلق، متشدق اور متفیہق لوگ ہوں گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض پرداز ہوئے: ہم ثرثار اور متشدق کا مفہوم تو سمجھ گئے، مگر متفیہقون کا لفظ سمجھ میں نہیں آیا؟ فرمایا: غرور

و تکبر کرنے والے۔"(السلسلۃ الصحیحۃ: 791). سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف بد زبانی کرنے والے تھے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔"(صحیح بخاری: 3559). ان کے علاوہ بہت ساری آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ایسی موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اسلام عمومی طور پر اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی تاکید کرتا ہے۔

اسلام جن چیزوں کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک سچ بولنا بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "صدق گوئی کو لازم پکڑو، کیونکہ وہ نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، ایک انسان سچ بولتا جاتا ہے اور سچ بولنے کو اپنی عادت بنالیتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک "صدیق" یعنی بہت ہی سچا انسان لکھ لیا جاتا ہے۔"(صحیح مسلم: 2607).

اسلام جن باتوں کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک امانت کی ادائیگی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں امانتوں کو ان کے مالکان کو ادا کر دینے کا حکم دیتا ہے۔"(النساء: 58).

اسلام جن باتوں کا حکم دیتا ہے، ان میں سے ایک پاک دامنی اختیار کرنا بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کا یہ حق بن جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے اور پھر ان میں سے ایک اس آدمی کو شمار کیا جو اپنی عفت و پاک دامنی کی حفاظت کے لیے شادی کرتا ہے۔"(سنن ترمذی: 1655) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی جس میں آپ کہا کرتے تھے: "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔"(صحیح مسلم: 2721).

اسلام جن خوبیوں کا خوگر بننے کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک حیاداری بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "حیا تو بس خیر ہی لاتی ہے۔"(صحیح بخاری: 6117) اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: "ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہوتا ہے اور اسلام کا امتیازی وصف، حیاداری ہے۔" اسے بیہقی نے شعب الایمان (2619/6) میں روایت کیا ہے۔

اسلام جن امتیازی اوصاف کا پیکر بننے کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک شجاعت و بہادری بھی ہے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و خوب صورت، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی انسان تھے، ایک بار جب اہل مدینہ کسی انہونی سے بہت زیادہ ڈر گئے تھے، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر ان میں سب سے پہلے اس کا ادراک کرنے تشریف لے گئے تھے۔“ (صحیح بخاری: 2820) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزدلی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ (صحیح بخاری: 6374)

اسلام جن چیزوں کا حکم دیتا ہے ان میں سخاوت اور فیاضی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوئے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔“ (البقرہ: 261). سخاوت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق تھا، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں میں تمام لوگوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے تھے، آپ رمضان کے مہینے میں اور زیادہ اس وقت سخاوت کرنے والے ہو جاتے تھے جب سیدنا جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور وہ آپ سے ماہ رمضان کے خاتمے تک ہر رات ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے، پس جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ تیز ہوا سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔“ (صحیح بخاری: 1902)

اسلام محتاج کی اعانت کرنے، مظلوم و ستم رسیدہ کی فریاد رسی کرنے، بھوکے کو کھانا کھلانے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے، صلہ رحمی کرنے اور حیوانوں پر رحم کھانے کا بھی حکم دیتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہترین ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی سلام کرو۔ (صحیح بخاری: 12) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ایک آدمی ایک راستے سے چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اتفاق سے اسے ایک کنواں ملا تو اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا، تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی

شدت کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، اس نے دل ہی دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی اتنی ہی پیاس لگی ہوئی ہے جتنی مجھے لگی تھی، یہ سوچ کر وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر اپنے منہ سے پکڑ کر باہر آیا اور کتے کو پانی پلا دیا، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل اس قدر بھایا کہ اس نے اس آدمی کو بخش دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض پرداز ہوئے: اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے ثواب رکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! ہر تر کلیجی والے میں اجر و ثواب ہے۔" (صحیح ابن حبان: 544). اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیواؤں اور مسکین کی اعانت میں دوڑ دھوپ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا رات کے عبادت گزار اور دن کے روزہ دار کی طرح ہے۔" (صحیح بخاری: 5353).

اسلام رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتا اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کو واجب گردانتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "نبی مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حق دار ہیں (ہاں) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو۔ یہ حکم کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے۔" (الاحزاب: 6). مذہب اسلام نے قطع رحمی سے ڈرایا اور اسے زمین میں فساد مچانے سے تعبیر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔" (محمد: 22-23). اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "رشتوں ناطوں کو پامال کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" (صحیح مسلم: 2556) وہ رشتے جن کو بنائے رکھنا واجب ہے یہ ہیں: والدین، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ۔ اسلام پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔" (النساء: 36) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبرائیل علیہ السلام مجھے

پڑوسی کے (حق کے) بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔"(صحیح ابوداود: 5152)

33-اسلام نے کھانے پینے کی بہترین اور پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایااور جسم، دل اور گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیاہے۔یہی وجہ ہے کہ اس نے نکاح کو حلال قرار دیاہے، جس طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اس کا حکم دیاہے، کیونکہ وہ ہر طرح کی بھلائی کا حکم دیتے ہیں۔

مذہب اسلام نے کھانے پینے کی بہترین اور پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایاہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے، اور اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اسی چیز کا حکم دیاہے، جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا تھا، چنانچہ ارشاد فرمایا: "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا" (اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو)۔ نیز ارشاد فرمایا: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ" (اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ)۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلود ہے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے کہتا ہے: "اے میرے رب! اے میرے رب!" حالاں کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کا لباس حرام اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہو؟"(صحیح مسلم: 1015). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب زینت کو، جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایاہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیاہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ یہ اشیا اس طور پر کہ قیامت کے روز خالص ہوں گی اہل ایمان کے لیے، دنیوی زندگی میں مومنوں کے لیے بھی ہیں، ہم اسی طرح تمام آیات کو سمجھ داروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔"(الاعراف: 32)

مذہب اسلام نے جسم، دل اور گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیاہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے نکاح کو حلال قرار دیاہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی یہی حکم دیاہے، کیونکہ وہ ہر طرح کی بھلائی کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے

تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں، کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے؟" (النحل: 72). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ، اور (بتوں کی) گندگی سے دور رہ۔" (المدثر: 4-5) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ آدمی جنت میں نہیں جاسکے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور و تکبر ہوگا، ایک آدمی نے کہا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کے جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی غرور میں شمار ہوگا؟)۔ فرمایا: اللہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند بھی کرتا ہے، غرور حق سے منہ موڑنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کو کہتے ہیں۔" (صحیح مسلم: 91).

34- اسلام نے تمام حرام کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا، بتوں کی پرستش کرنا، بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں زبان چلانا، اولاد کو قتل کرنا، ناجائز قتل و خون کرنا، زمین پر فساد مچانا، جادو ٹونا کرنا یا کرانا، کھلے یا چھپے طور پر برائیاں کرنا، زنا کرنا اور لواطت کرنا، اس نے سودی لین دین، مردار کھانے، بتوں کے نام پر اور استھانوں میں ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت کھانے، سور کا گوشت کھانے اور دیگر تمام گندی اور خبیث اشیا کا استعمال کرنے کو حرام قرار دیا ہے، اسلام نے یتیموں کا مال کھانے، ناپ تول میں کمی بیشی کرنے اور رشتوں ناطوں کو توڑنے کو بھی حرام کیا ہے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بھی ان تمام چیزوں کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔

اسلام نے تمام حرام کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا، بتوں کی پرستش کرنا، بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں زبان چلانا اور اولاد کو قتل کرنا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کو اور ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں، ان کے پاس بھی مت پھٹکو، خواہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ، ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ

جائے اور ناپ تول پورا پورا کرو انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔" (الانعام: 151-152) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگادو جس کو تم جانتے نہیں۔" (الاعراف: 33)

مذہب اسلام نے محترم نفس کو قتل کرنا حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے، ہر گز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے، پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے، بے شک وہ مدد کیا گیا ہے۔" (الاسراء: 33). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو، بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔" (الفرقان: 68)

مذہب اسلام نے زمین میں فساد پھیلانا حرام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور زمین میں اس کی درستی ہو چکنے کے بعد فساد مت مچاؤ۔" (الاعراف: 56) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سیدنا شعیب علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: "اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود برحق نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو۔" (الاعراف: 85)

اسلام نے جادو ٹونے کو حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے، انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ صرف جادوگروں کے کرتب ہیں اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔'' (طہ: 69) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں (گناہوں) سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے موقع پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (صحیح بخاری: 6857)

اسلام نے ہر طرح کی ظاہری و باطنی برائیوں، زناکاری اور لواطت کو حرام کیا ہے، اس فقرہ کے آغاز میں ان آیات کا ذکر ہو چکا ہے، جو ان برائیوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، اسلام نے سود کو بھی حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔'' (البقرہ: 278-279) کسی گناہ گار کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح جنگ کی دھمکی نہیں دی ہے جس طرح سود کھانے والے کو دی ہے، کیونکہ سودی کاروبار میں دین و وطن اور جان و مال کی ہلاکت و بربادی کا سامان ہے۔

اسلام نے مردار کھانا، بتوں کے نام پر اور استھانوں پر ذبح کیے جانے والے جانوروں اور سور کا گوشت کھانا حرام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی قسم کی چوٹ لگنے سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گرنے سے مر گیا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں سے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں۔'' (المائدہ: 3)

اسلام نے شراب نوشی اور تمام گندی اور خبیث چیزوں کے استعمال کو بھی حرام ٹھہرایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، سو ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح یاب ہو۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب بھی باز آجاؤ۔'' (المائدہ: 90-91). فقرہ نمبر (31) میں اللہ تعالیٰ کے خبر دینے کا ذکر ہو چکا ہے کہ تورات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ان پر گندی اور خبیث اشیا کو حرام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔'' (الاعراف: 157)

اسلام نے یتیم کا مال کھانا بھی حرام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھا نہ جاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔'' (النساء: 2). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جو لوگ ظالمانہ طریقے سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔'' (النساء: 10)

اسلام نے ناپ تول میں کمی بیشی کرنا بھی حرام ٹھہرایا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والے کی، کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں۔'' (المطففین: 1-4)

اسلام نے رشتوں ناطوں کو پامال کرنا بھی حرام قرار دیا ہے، فقرہ نمبر (31) میں ان آیات واحادیث کا ذکر ہو چکا ہے جو اس پر دلالت کرتی ہیں، اور تمام انبیا ورسل علیہم السلام بھی ان حرام کردہ اشیا کی حرمت پر متفق ہیں۔

35- اسلام جھوٹ، فریب کاری، غداری، خیانت، دھوکہ بازی، حسد و جلن، بری چال بازی، چوری، سرکشی اور ظلم وعدوان جیسے قابل مذمت اخلاق سے منع کرتا ہے اور ہر برے خلق سے روکتا ہے۔

اسلام عام طور پر قابل مذمت اخلاق سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔'' (لقمان: 18). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلا احتیاط بولنے والے زبان دراز اور ''متفیھقون'' ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے ''ثرثارون'' (باتونی) اور ''متشدقون'' (بلا احتیاط بولنے والے) کو تو جان لیا لیکن یہ ''متفیھقون'' کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والے''۔ (السلسلۃ الصحیحۃ: 791)

اسلام جھوٹ بولنے سے بھی سختی سے منع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہدایت سے نہیں نوازتا جو حد سے بڑھنے والا، سخت جھوٹا ہو۔'' (غافر: 28) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، ایک انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کو اپنا پیشہ بنالیتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک اسے جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم: 2607) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرکے توڑ دیتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری: 6095)

اسلام فریب کاری سے منع کرتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا، ہاتھ نکالا تو انگلیاں تر ہو کر باہر آئیں، آپ نے اس سے فرمایا: اناج والے! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس میں بارش کا پانی پڑ گیا تھا، فرمایا: تو پھر اسے اناج کے

اوپر کیوں نہ رکھ دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! جو لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔"(صحیح مسلم:102)

اسلام دھوکہ بازی، خیانت اور غداری سے روکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو، جبکہ تم جانتے ہو۔"(الانفال: 27) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "جو اللہ کے عہد (وپیمان) کو پورا کرتے ہیں اور قول وقرار کو توڑتے نہیں۔"(الرعد: 20) اللہ کے رسول ﷺ اپنے لشکروں سے جب وہ جہاد کے لیے نکلتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: "جاؤ جنگ کرو، خیانت نہ کرو، دھوکہ نہ دو، مثلہ نہ کرو اور کسی بچے کو قتل مت کرو۔"(صحیح مسلم: 1731). اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس میں چار خصلتیں ہوں گی، وہ پکا منافق ہوگا اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک بھی خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، عہد وپیمان کرے تو دھوکہ دے اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔"(صحیح بخاری:34).

اسلام حسد وجلن سے بھی منع کرتا ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: "یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، پس ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔"(النساء: 54). اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"(البقرہ: 109) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے اندر تم سے پہلے کی امتوں کی حسد وبغض جیسی مونڈ ڈالنے والی بیماریاں سرایت کر جائیں گی، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہیں، بلکہ وہ تو دین کو ہی مونڈ دیتی ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک کہ ایمان نہیں لاؤ گے اور اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو تمہاری آپسی محبت کو مضبوط کردے؟ آپس میں سلام پھیلاؤ۔"(سنن ترمذی:2510)

اسلام بری چال بازی سے بھی سختی سے منع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں فریب کریں، اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ فریب کر رہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں۔'' (الانعام: 123) اللہ تعالیٰ نے یہ راز کھول دیا ہے کہ یہودیوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اور انہوں نے اپنی سازش مکمل بھی کر لی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی چال چلی اور واضح کر دیا کہ گندی سازش اور چال بازی کا نقصان چال باز اور سازشی پر ہی پلٹ آتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' پھر جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کا کفر محسوس کر لیا تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون کون ہے؟ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم تابعدار ہیں۔ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں قیامت کے دن تک، پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔'' (آل عمران: 52-55). اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ کے نبی سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم نے جب ان کو قتل کرنے کی سازش رچی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے خلاف خفیہ تدبیر کی اور سازش کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ان کی قوم کے تمام لوگوں کو نیست و نابود کر دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''انہوں نے آپس میں بڑی قسمیں کھا کھا کر عہد کیا کہ رات ہی کو صالح اور اس کے گھر والوں پر ہم چھاپہ ماریں گے، اور اس کے وارثوں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اس کے اہل کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔ انہوں نے مکر (خفیہ تدبیر) کیا اور ہم نے بھی اور وہ اسے سمجھتے ہی نہ تھے۔ (اب) دیکھ لے ان کے مکر کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت کر دیا۔'' (النمل: 49-51).

اسلام چوری چکاری سے بھی منع کرتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''زناکار جب زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، جب چوری کر رہا ہوتا ہے اس وقت بھی مومن نہیں ہوتا اور جب شراب

پی رہا ہوتا ہے تو اس وقت بھی مومن نہیں ہوتا، اس کے بعد توبہ کا دروازہ یہ سب کرنے والے کے لئے کھلا رہتا ہے۔" (صحیح بخاری:6810).

اسلام سرکشی وزیادتی سے بھی منع کرتا ہے، اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: "اللہ تعالٰی عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور سرکشی وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔" (النحل:90). اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالٰی نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر سرکشی وزیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔" (صحیح ابوداود:4895).

اسلام ظلم سے منع کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ہے۔" (آل عمران:57). اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: "بے شک ظالم لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔" (الانعام:21). اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: "اور ظالموں کے لیے اللہ تعالٰی نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (الانسان:31) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے: امام عادل، روزہ دار جب تک افطار نہ کر لے اور مظلوم کی دعا بادلوں پر سوار ہو کر اوپر جاتی ہے، اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالٰی کہتا ہے: میری عزت کی قسم! چاہے کچھ دیر بعد ہی سہی میں تیری مدد ضرور کروں گا۔" (اسے مسلم (2749) نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مختصرا اور ترمذی (2526) نے بھی الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اور احمد (8043) نے روایت کیا ہے، یہاں الفاظ مسند احمد سے لیے گئے ہیں)۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت ان کو نصیحت کرتے ہوئے جو باتیں ارشاد فرمائی تھیں، ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی: "مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی۔" (صحیح بخاری: 1496) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار! جس نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس سے بدتمیزی کی یا اس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف کیا یا اس سے اس کے طیب خاطر کے خلاف کچھ لیا، تو میں بروز قیامت اس معاہد کا وکیل بنوں گا۔" (سنن ابوداود: 3052) تو اسلام، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا، ہر برے خلق اور ہر ظالمانہ کام یا غیر منصفانہ سلوک سے منع کرتا ہے۔

36-اسلام ایسے مالی لین دین سے منع کرتا ہے جس میں سود، یا نقصان، یا فریب، یا ناانصافی، یا دھوکہ دہی شامل ہو، یا وہ معاشرے، لوگوں اور افراد کو عام نقصان پہنچانے اور آفات کا باعث بنتا ہے۔

اسلام ایسے مالی لین دین سے منع کرتا ہے جس میں سود، یا نقصان، یا فریب، یا ناانصافی، یا دھوکہ دہی شامل ہو ، یا وہ معاشرے، لوگوں اور افراد کو عام نقصان پہنچانے اور آفات کا باعث بنتا ہے۔

اس فقرہ کے آغاز میں ان آیات واحادیث کا ذکر ہو چکا ہے جو سود، ظلم، دھوکہ دھڑی یا زمین میں فساد برپا کرنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو تو وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔'' (الاحزاب: 58) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔'' (فصلت: 46).

سنت نبویہ میں آیا ہے: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ نہ خود نقصان اٹھانا ہے اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچانا ہے۔'' (سنن ابوداود).

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرے۔ جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو وہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔'' ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔'' (صحیح مسلم: 47).

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، ہوا یہ کہ اس عورت نے اس بلی کو قید کر دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ تو وہ عورت اس بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل کر دی گئی، جب اس نے اسے قید کیا تو کھلایا پلایا بھی نہیں اور نہ آزاد کیا کہ وہ بلی زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔'' (صحیح بخاری: 3482).

ایسی سزا اسے ملی جس نے ایک بلی کو تکلیف پہنچائی تھی، ذرا سوچیے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا جو کسی انسان کو تکلیف دے گا؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور اونچی آواز میں پکار کر فرمایا: ''اے وہ لوگو جنہوں نے محض زبان سے اسلام قبول کیا اور ایمان جن کے حلق سے نیچے نہیں اترا ہے! مسلمانوں کو تکلیف نہ دو، ان کو عار مت دلاؤ اور نہ ان کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں پڑو، ورنہ یاد رکھو کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لی، اللہ تعالیٰ اس کی ٹوہ میں پڑ جائے گا اور جس کی ٹوہ میں اللہ پڑ گیا، تو جان لو کہ وہ اسے سر عام ننگا کر دے گا، چاہے وہ اپنے کجاوہ کے اندر کیوں نہ چھپ جائے۔'' راوی کہتا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن کعبے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''کتنی عظیم ہے تیری شان اور کس قدر عظیم ہے تیری حرمت! لیکن ایک مومن کی حرمت و شان اللہ تعالیٰ کی نظر میں تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔'' اسے ترمذی (2032) اور ابن حبان (5763) نے روایت کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔'' (صحیح بخاری: 6018).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے جواب دیا: ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی روپیہ پیسہ اور ساز و سامان نہ ہو، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسے اعمال لے کر آئے گا، تاہم اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت دھری ہو گی، کسی کا مال (ناحق) کھایا ہو گا اور کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا، چنانچہ اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں، اس کے گناہوں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں، تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' اسے مسلم (2581)، ترمذی (2418) اور احمد (8029) نے روایت کیا ہے، یہاں پر الفاظ مسند احمد سے منقول ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ''ایک راستے پر درخت کی ایک ڈالی پڑی تھی جس سے لوگوں کو تکلیف ہو رہی تھی، ایک آدمی نے اسے راستے سے ہٹا دیا، تو اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔'' اسے بخاری

(652)نے اسی معنی میں، مسلم (1914) نے انہی جیسے الفاظ میں، نیز ابن ماجہ (3682) اور احمد (10432) نے روایت کیا ہے، یہاں الفاظ ابن ماجہ اور مسند احمد کے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے سے بھی جنت میں داخلہ مل سکتا ہے۔ اب ذرا سوچیے کہ جو لوگوں کو تکلیف دیتا اور ان کی زندگی میں بگاڑ لانا چاہتا ہے، اس کو کتنی بڑی سزا دی جانی چاہیے؟!

37- اسلام عقل و خرد کی حفاظت کرنے اور ہر اس چیز کو حرام قرار دینے کے لیے آیا ہے جو اسے خراب کرتی ہے جیسے شراب نوشی، اس نے عقل و خرد کی شان کو بلند کیا اور اسے ہی تمام تر شرعی تکالیف کا محور قرار دیا اور اسے توہم پرستی اور بت پرستی کے طوق سے آزاد کیا۔ اسلام میں کوئی راز یا ایسے احکام نہیں ہیں جو کسی ایک طبقے کے ساتھ خاص ہوں، اور اس کے تمام احکام و قوانین عقل و دانش کے موافق اور عدل و حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔

اسلام حفظان عقل و خرد اور اس کی شان کو دوبالا کرنے آیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"بے شک کان، آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (الاسراء: 36)۔

اس لیے ہر انسان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی عقل و خرد کی حفاظت کرے، اسی لیے اسلام نے شراب اور دوسری نشہ آور اشیا کو حرام کیا ہے - میں نے شراب نوشی کی حرمت کو فقرہ نمبر (34) میں بیان کیا ہے- اور قرآن کریم کی بہت سی آیات کا اختتام اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر ہوتا ہے: "تاکہ تم سمجھو۔" (البقرہ: ۲۴۲)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: ''اور دنیاوی زندگانی تو کچھ بھی نہیں بجز لہو و لعب کے، اور دار آخرت متقیوں کے لئے بہتر ہے، کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو؟" (الانعام: ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "یقیناً ہم نے اس قرآن عربی کو نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ سکو۔" (یوسف: 2)

ساتھ ہی، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ہدایت و حکمت سے استفادہ صاحبان عقل و دانش ہی کر پاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: " وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔" (البقرہ: 269)

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عقل ہی کو تکالیف شرعی کا محور قرار دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے؛ سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے۔" بخاری نے اسے معلقاً صیغۂ جزم کے ساتھ حدیث نمبر (5269) سے پہلے اسی طرح اور ابو داود (4402) نے موصولاً روایت کیا ہے، الفاظ ابو داود کے ہیں، ترمذی نے اپنی سنن میں (1423) کے تحت، نسائی نے السنن الکبری (7346) میں اور احمد (956) نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اور ابن ماجہ (2042) نے مختصراً روایت کیا ہے۔

اور انسان کو توہم پرستی اور بت پرستی کے طوق سے آزاد کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قوموں کے اپنے توہمات پر قائم رہنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے حق کو ماننے سے انکار کرنے کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا: "اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا، وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور) ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں۔" (الزخرف: 23)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: "یہ مجسمے کیا ہیں جن کا تم اعتکاف کرتے ہو؟ سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا۔ (الانبیاء: 52-53)۔

پھر اسلام آیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بت پرستی چھوڑ دیں اور باپ دادوں سے چلی آ رہی توہمات کو چھوڑ کر انبیاء کرام علیہم السلام کے راستے پر چلیں۔

اسلام میں ایسے اسرار و رموز یا احکام نہیں ہیں جو کسی ایک طبقے کے ساتھ خاص ہوں، دوسرے طبقے کے لیے نہ ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو خصوصی طور پر کوئی چیز بتائی ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں بتائی جو سب لوگوں کو نہ بتائی ہو، مگر میری اس نیام میں کچھ باتیں ہیں۔ پھر انہوں نے ایک صحیفہ نکالا، جس میں لکھا ہوا تھا: "اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے

اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور کو ذبح کیا،اس پر اللہ کی لعنت و پھٹکار ہو جس نے زمین کی علامت کو چرایا،اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والد کو لعن طعن کیا،اور اس پر بھی اللہ تعالی کی لعنت ہو جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی۔" (صحیح مسلم:۱۹۷۸)۔

اسلام کے تمام احکام و قوانین عقل و فہم کے موافق اور عدل و حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔

38- ادیان باطلہ کے پیروکاروں نے جب اپنے ادیان و مذاہب میں پائے جانے والے تضادات اور ان امور کو نہیں سمجھا جن کو عقل سلیم رد کرتی ہے، تو دین کے ٹھیکے داروں نے انہیں اس وہم میں ڈال دیا کہ دین عقل و خرد سے پرے ہے اور اس کو پوری طرح سمجھنا اس کے لیے ناممکن ہے۔ جبکہ اسلام نے مذہب کو ایک روشنی سمجھا جو عقل کے لیے اس کا راستہ روشن کرتی ہے۔ لہٰذا جھوٹے مذاہب کے پیروکار چاہتے ہیں کہ انسان اپنی عقل کا استعمال چھوڑ کر ان کی پیروی کرے، جب کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو بیدار کرے تاکہ معاملات کے حقائق کو ان کی اصلی صورت میں دیکھ سکے۔

جب ادیان باطلہ کے پیروکاروں نے اپنے مذاہب میں پائے جانے والے تضادات اور ان امور کو نہیں سمجھا جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی ہے، تو دین کے ٹھیکے داروں نے پیروکاروں کو اس وہم میں ڈال دیا کہ دین ذہن سے بالاتر ہے، اور عقل کے لیے اس کو پوری طرح سمجھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جبکہ اسلام مذہب کو ایک روشنی سمجھتا ہے جو عقل کے لیے اس کا راستہ روشن کرتی ہے، اس لیے ادیان باطلہ کے پیروکار چاہتے ہیں کہ انسان اپنی عقل کا استعمال چھوڑ کر ان کی پیروی کرے، جب کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو بیدار کرے تاکہ معاملات کے حقائق کو ان کی اصلی صورت میں جان سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، بے شک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں۔" (الشوری:52)

وحی الٰہی ایسے دلائل وبراہین پیش کرتی ہے جو عقل سلیم کو ان سچائیوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جن کو جاننے اوران پر یقین کرنے کی وہ خواہش رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے۔"(النساء: 174)۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان ہدایت، علم اور حق کی روشنی میں زندگی گزارے، جب کہ شیاطین اور طواغیت کی چاہتے ہیں کہ انسان کفر وجہالت اور گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکتا رہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیا شیاطین ہیں، وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔"(البقرہ: 257)۔

39- اسلام، صحیح علم کی تعظیم کرتا، نفسانی خواہشات سے خالی سائنسی تحقیق پر ابھارتا اور اپنے آپ اور اپنے ارد گرد کی کائنات پر غور وفکر کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ صحیح سائنسی نتائج اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔

اسلام صحیح علم ومعرفت کی تعظیم کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اللہ تعالیٰ ایمان اور علم والوں کے درجات کو بلند کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔"(المجادلۃ: 11)

اللہ تعالیٰ نے علما کی شہادت کو سب سے عظیم استشہاد میں اپنی اور اپنے فرشتوں کی شہادت سے ملا کر بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"(آل عمران: 18) یہ آیت اسلام میں اہل علم کی رفعت مکانی کو واضح کرتی ہے، نیز اہل علم کی عظمت ورفعت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف علم ومعرفت میں اضافہ کرنے کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور آپ کہیے کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ کر۔"(طٰہٰ: 114) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے، بے شک فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور یقینا عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوقات مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے، جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ بے شک علما انبیا کے وارث ہیں اور انبیا نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے، اس لیے جس نے یہ علم حاصل کر لیا اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی

سے) پورا پورا حصہ لیا۔" اسے ابو داود (3641)، ترمذی (2682) اور ابن ماجہ (223) نے روایت کیا ہے، الفاظ ابن ماجہ کے ہیں، اور احمد (21715) نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

اسلام، نفسانی خواہشات سے خالی سائنسی تحقیق پر ابھارتا اور اپنے اور اپنے ارد گرد کی کائنات پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف و آگاہ ہونا کافی نہیں۔" (فصلت: 53)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟" (الاعراف: 185)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "کیا انہوں نے زمین پر چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا (برا) ہوا؟ وہ ان سے بہت زیادہ توانا (اور طاقتور) تھے اور انہوں نے (بھی) زمین بوئی جوتی تھی اور ان سے زیادہ آباد کی تھی اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے۔ یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرتا لیکن (دراصل) وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔" (الروم: 9)۔

سائنس کے صحیح تحقیقاتی نتائج اسلام سے متعارض و متصادم نہیں ہوتے ہیں، ہم یہاں پر صرف ایک ایسی مثال پیش کرنے پر اکتفا کریں گے جس کی باریک تفصیلات قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کر دی تھیں، مگر سائنس نے اس کا اکتشاف حالیہ دنوں میں کیا ہے، لیکن اس پر کی گئی تحقیقات کا نتیجہ وہی سامنے آیا ہے جو قرآن نے بیان کیا تھا اور وہ ہے ماں کے پیٹ میں جنین کی پیدائش و افزائش، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا۔ پھر نطفے کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا، برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔" (المومنون: 12-14)۔

40- اللہ تعالیٰ صرف اسی شخص کے عمل کو شرف قبول سے نوازتا ہے اور اسی شخص کے عمل کا اجر و ثواب آخرت میں عطا کرے گا جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں علیہم السلام کی تصدیق کرے، اللہ تعالیٰ صرف انہی عبادات کو قبول کرتا ہے جن کو اس نے مشروع فرمایا ہے، ایسا بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ

انسان اللہ کے ساتھ کفر کرے اور یہ امید لگائے کہ اللہ اسے اجر و ثواب سے نواز دے؟ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے ایمان کو اسی صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تمام انبیاورسل علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ صرف اسی شخص کے عمل کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور اسی شخص کے عمل کا اجر و ثواب آخرت میں عطا کرے گا جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں علیہم السلام کی تصدیق کرے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو، اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں، بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔ اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی۔" (الاسراء: 18-19) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی، ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔" (الانبیاء: 94)۔

اللہ تعالیٰ صرف انہی عبادتوں کو شرف قبولیت بخشتا ہے جن کی سند خود اسی نے جاری فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔" (الکھف: 110)۔ پس واضح کر دیا کہ وہی عمل صالح اور نیک سمجھا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سند یافتہ ہو، عمل کرنے والا اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دے، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا ہو اور تمام انبیاو رسل علیہم السلام کی تصدیق کرنے والا ہو۔ جس کا عمل اس طریقے سے ہٹ کر ہو گا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے، ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔" (الفرقان: 23)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے، محنت کرنے والے تھکے ہوئے، وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔" (الغاشیۃ: 2-4)۔ پس یہ چہرے لٹکے ہوئے اور عمل سے تھکے ہوئے ہوں گے، لیکن چونکہ انہوں نے وہ سارے اعمال اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر کیے ہوں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ ان کا آل کار جہنم کو ٹھہرائے گا۔ وجہ یہ ہو گی کہ انہوں نے اللہ کی جاری کردہ عبادتیں نہیں کی ہوں گی، بلکہ باطل عبادتیں کی ہوں گی اور گمراہی کے ان سرداروں کی پیروی کی ہو گی جو ان کے لیے دنیا میں باطل اور واہیات ادیان و مذاہب ایجاد کرتے رہے تھے، تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل صالح اور مقبول ٹھہرے گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

لائی ہوئی شریعت کے مطابق ہوگا، یہ ناممکن ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ کفر بھی کرے اور اس سے جزائے خیر کی امید بھی پالے رکھے۔

اللہ تعالیٰ کسی کا ایمان اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ تمام انبیا علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے۔ فقرہ نمبر (20) میں ہم نے اس موضوع پر کچھ دلیلیں پیش کی ہیں، اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: "رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔" (البقرہ: 285)۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔" (النساء: 136)۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا: تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔" (آل عمران: 81)۔

41- تمام پیغامات الٰہیہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ دین حق انسان کی روح میں بس جائے تاکہ وہ سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کا خالص بندہ بن جائے، اور اسلام اسے انسان، یا مادہ، یا توہمات کی غلامی سے آزاد کردے۔ لہٰذا اسلام - جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں - لوگوں کی تقدیس نہیں کرتا اور ان کو ان کے مرتبے سے بلند نہیں کرتا، اور نہ ہی انہیں رب اور معبود بناتا ہے۔

تمام پیغامات الہیہ کا مقصد یہ ہے کہ دین حق انسان کی روح میں بس جائے اور وہ سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کا پکا اور سچا بندہ بن جائے، اسلام دراصل انسان کو انسان یا مادہ یا توہمات کی غلامی سے آزاد کرنے کے لیے آیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"دینار و درہم اور دھاری دار چادر و ریشمی لباس کا غلام نامراد ہوا، اگر اسے دیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر اسے نہ دیا جائے تو ناراض رہتا ہے۔" (صحیح بخاری: 6435)۔ پس سمجھ دار انسان اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں جھک سکتا، اور نہ مال، یا جاہ، یا منصب، یا خاندان اسے غلام بنا سکتے ہیں۔ آئندہ سطور میں جو قصہ نقل کیا جا رہا ہے وہ قاری پر اچھی طرح واضح کر دے گا کہ رسالت سے پہلے لوگ کیسے تھے اور رسالت کے بعد کیسے ہو گئے؟

جب اولین مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے اور ان سے اس وقت کے شاہ حبشہ نجاشی نے سوال کیا تو کہا: "یہ کون سا دین ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم سے الگ راہ اختیار کر لی اور میرے دین میں اور نہ ہی دنیا کی کسی بھی امت کے دین میں داخل ہوئے؟" شاہ حبشہ کو سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اے بادشاہ! ہم جاہلیت والے لوگ تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، ہر طرح کی برائیاں کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے، ہم میں کا مضبوط آدمی کمزور کو کھائے جا رہا تھا، ہم ایسی ہی زندگی جی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کے حسب و نسب، صدق و راستی، امانت داری اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف و آشنا ہیں، اس نے ہمیں صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے علاوہ جن پتھروں اور بتوں کی ہم اور ہمارے آبا و اجداد پوجا کرتے تھے انہیں چھوڑ دینے کی دعوت دی، اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت کو ادا کرنے، رشتوں ناطوں کو جوڑنے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے، حرام کاموں سے اور خوں ریزی سے باز آنے کا حکم دیا اور برائیوں سے، جھوٹ بولنے سے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانے سے منع کیا، اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اس نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا بھی حکم دیا۔" راوی کہتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے کئی اور امور گنائے، اس کے بعد کہا کہ پھر ہم نے اس کی تصدیق کی، اس پر ایمان لے آئے اور وہ جو کچھ لے کر آیا ہے اس کی پیروی کرتے ہوئے صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا شروع کیا، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے باز آ گئے، اس نے جس چیز کو حرام کہا ہم نے اسے حرام

مان لیا اور جس چیز کو حلال کہا ہم نے اسے حلال جان لیا۔" اسے احمد (1740) نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء (115/1) میں مختصرا روایت کیا ہے۔

پس آپ نے دیکھا کہ اسلام اشخاص کی تقدیس کا قائل نہیں ہے، نہ انہیں ان کے مقام سے اونچا کرتا ہے اور نہ ہی انہیں رب اور معبود بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔" (آل عمران: 64)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "اور یہ نہیں (ہو سکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟" (آل عمران: 80) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں ایسے حد سے نہ گزرو جیسے عیسائی لوگ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں حد سے گزر گئے، میں تو محض ایک بندہ ہوں اس لیے یوں کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔" (صحیح بخاری: 3445)

42- اللہ تعالیٰ نے اسلام میں توبہ کو مشروع فرمایا ہے، توبہ انسان کے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے اور گناہ کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، جس طرح اسلام لانے سے پہلے کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں اسی طرح توبہ بھی پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ لہٰذا کسی انسان کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں توبہ کو مشروع فرمایا ہے، توبہ انسان کے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے اور گناہ کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔" (النور: 31) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے۔" (التوبۃ: 104) اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا: "وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے۔" (الشوری: 25)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ہلاکت خیز بیابان میں ہوتا ہے، اس کی سواری پر اس کے کھان پان کا سامان ہوتا ہے اور وہ سو جاتا ہے، جب وہ بیدار ہوتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری غائب ہے، وہ اسے ڈھونڈتا ہے، یہاں تک کہ

اسے پیاس لگ جاتی ہے، پھر وہ اپنے دل میں کہتا ہے: میں وہیں لوٹ جاتا ہوں جہاں تھا اور سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں، پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لیے سو جاتا ہے، لیکن جب وہ جاگتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کے پاس ہی اس کی سواری کھڑی ہے اور اس پر اس کا ساز و سامان اور کھان پان اسی طرح رکھا ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گم شدہ سواری اور ساز و سامان کو دوبارہ پا کر خوش ہوتا ہے۔" (صحیح مسلم: 2744)۔

اسلام قبول اسلام سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور توبہ سے بھی پہلے کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیے جائیں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے۔" (الانفال: 38) اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو توبہ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: "یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔" (المائدۃ: 74)۔ اللہ تعالیٰ نے تمام نافرمانوں اور گناہ گاروں کو توبہ کرنے کی ترغیب دی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔" (الزمر: 53) جب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو ان کے اندر یہ خوف پیدا ہوا کہ وہ گناہ جو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کیے ہیں معاف نہیں کیے جائیں گے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس صورت حال کو بیان کرتے ہوئے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام قبول کرنے کا جذبۂ صادق ڈال دیا تو میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا، تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ سے اس وقت تک بیعت نہیں کروں گا جب تک آپ میرے پچھلے سارے گناہ معاف نہیں کر دیتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عمرو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہجرت اپنے سے پہلے کے سارے گناہوں کو دھو دیتی ہے؟ اے عمرو! کیا تمہیں پتہ نہیں کہ اسلام قبول اسلام سے پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟!" اسے مسلم (121) نے اسی طرح پوری طوالت کے ساتھ اور احمد (17827) نے روایت کیا ہے، الفاظ مسند احمد کے ہیں۔

43-اسلام میں اللہ اور انسان کے درمیان تعلق براہ راست ہوتا ہے،اس لیے آپ کو کسی ایسے شخص کی قطعی ضرورت نہیں ہے جو آپ اور اللہ تعالی کے درمیان واسطہ بنے،اسلام ہمیں اس بات سے سختی سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ہی جیسے انسانوں کو معبود بنالیں یا اللہ تعالی کی ربوبیت یا الوہیت میں ان کو شریک ٹھہرالیں۔

اسلام میں کسی انسان کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار واعتراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ انسان اور اللہ کے درمیان براہ راست تعلق ہوتا ہے،اس لیے آپ کے لیے یہ بالکل بھی ضروری نہیں کہ کوئی آپ اور اللہ کے درمیان کا واسطہ بنے۔ چنانچہ جس طرح فقرہ نمبر (36) میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو توبہ وانابت کی دعوت دی ہے، اسی طرح اس نے منع فرمایا ہے کہ لوگ انبیا یا فرشتوں کو اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ بنائیں۔ اللہ کا فرمان ہے: ”اور یہ نہیں (ہو سکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟“ (آل عمران: 80) پس اسلام، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، ہمیں انسانوں کو معبود بنانے یا ربوبیت یا الوہیت میں اللہ کے شریک کار ٹھہرانے سے منع کرتا ہے، اللہ تعالی نصاری کے بارے میں فرماتا ہے: ”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالاں کہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔“ (التوبۃ: 31)۔ اللہ تعالی نے کافروں کے اس رویے کی نکیر فرمائی کہ وہ اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان ثالث بناتے ہیں، چناں چہ ارشاد فرمایا: ”خبردار! اللہ تعالی ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالی راہ نہیں دکھاتا۔“ (الزمر: 3)۔ اللہ تعالی نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ عہد جاہلیت کے بت پرست لوگ اپنے اور اللہ کے درمیان ثالث بناتے تھے اور کہتے تھے: یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے۔

جب اللہ تعالی خود لوگوں کو اپنے اور بندوں کے درمیان انبیا یا فرشتوں کو ثالثی بنانے سے منع کرتا ہے، تو پھر دوسرے تو بدرجہ اولی اس ممانعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ انبیا و رسل علیہم السلام کو واسطہ بھلا کیسے بنایا جا سکتا ہے جب کہ وہ تو خود اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے میں بہت جلد بازی کرتے نظر آتے ہیں؟ اللہ تعالی انبیا و رسل علیہم السلام کے احوال کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں

لالچ، طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔"(الانبیاء:90)۔اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:"جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں،(بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔"(الاسراء:57)یعنی جن انبیاو صالحین کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو خود اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں، اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، تو پھر اللہ کو چھوڑ کر ان کو کیسے پکارا جاسکتا ہے بھلا؟

44-اس رسالے کے آخر میں ہم اس بات کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مختلف زمانوں، قومیتوں اور ملکوں کے لوگ، بلکہ پورا انسانی معاشرہ اپنے نظریات اور مقاصد میں مختلف ہے، اس کے ماحول اور اعمال مختلف ہیں، اس لیے اسے ایک رہنما کی ضرورت ہے جو اس کی رہنمائی کرے، ایک نظام کی جو اسے جمع کر سکے اور ایک حاکم کی جو اس کی حفاظت و نگہداشت کر سکے۔رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام اس مقدس فریضے کو وحی الٰہی کی رہنمائی میں بہ حسن وخوبی ادا کرتے تھے، وہ لوگوں کو خیر وہدایت کی راہ دکھاتے تھے، انہیں اللہ کی شریعت پر جمع کرتے تھے اور ان کے درمیان حق و صداقت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور اس طرح وہ لوگ جس قدر ان انبیا و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی فرماں پذیری کرتے تھے، اسی قدر ان کے معاملات صحیح ڈگر پر ہوا کرتے تھے، پھر پیغامات الٰہیہ کے نزول کا زمانہ جن سے جس قدر قریب ہوتا تھا وہ بھی اسی قدر صحیح ڈگر چلا کرتے تھے، مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ختم فرمادیا ہے، اسی کے مقدر میں دوام وبقا لکھ دیا ہے، اسی کو لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت، نور اور اللہ تک پہنچانے والے راستے کا واحد رہنما بنا دیا گیا ہے۔

اس رسالے کے آخر میں ہم اس بات کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مختلف زمانوں، قومیتوں اور ملکوں کے لوگ، بلکہ پورا انسانی معاشرہ اپنے نظریات اور مقاصد میں مختلف ہے، اس کے ماحول اور اعمال مختلف ہیں، اس لیے اسے ایک رہنما کی ضرورت ہے جو اس کی رہنمائی کر سکے، ایک ایسے نظام کی جو انہیں یکجٹ کر سکے اور ایک ایسے حاکم کی جو ان کی حفاظت و نگہداشت کر سکے، اور ایک حاکم کی جو اس کی حفاظت و نگہداشت کر سکے۔رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام اس مقدس فریضے کو وحی الٰہی کی رہنمائی میں بہ حسن وخوبی ادا کرتے تھے، وہ لوگوں کو خیر وہدایت

کی راہ دکھاتے تھے، انہیں اللہ کی شریعت پر جمع کرتے تھے اور ان کے درمیان حق وصداقت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور اس طرح وہ لوگ جس قدر ان انبیا ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کی فرماں پذیری کرتے تھے اسی قدر ان کے معاملات صحیح ڈگر پر ہوا کرتے تھے۔ پھر پیغامات الہیہ کے نزول کا زمانہ جن سے جس قدر قریب ہوتا تھا وہ بھی اسی قدر صحیح ڈگر پر چلا کرتے تھے، لیکن جب گمراہی بہت زیادہ پھیل گئی، جہالت عام ہوگئی اور بتوں کی پوجا کی جانے لگی؛ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ لوگوں کو کفر، جہالت اور بت پرستی کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور ہدایت کی طرف لائیں۔

45- لہٰذا اے انسان! میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم تقلید اور عادت سے آزاد ہو کر خلوص کے ساتھ اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور یہ جان لو کہ موت کے بعد تم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو، میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے آپ میں اور اپنے ارد گرد کے آفاق میں غور وتدبر کرو، لہٰذا مسلمان ہو جاؤ، دنیا وآخرت میں سعادت سے سرفراز ہوگے۔ اگر تم اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو، تو تمہیں بس اتنا کرنا ہوگا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ کہ تم ہر اس چیز سے اپنی براءت کا اظہار کرو جس کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، اور اس بات پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ کرکے اٹھائے گا اور یہ کہ حساب اور جزا برحق ہے۔ اتنا کر لینے پر تم مسلمان بن جاؤ گے اور پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ عبادتیں انجام دینا ہوں گی، جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور اگر سفر خرچ ہو تو حج۔

اس لیے اے انسان! میں تمہیں تقلید اور عادت سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کے لیے سچے دل اور سچے من سے اٹھ کھڑے ہونے کی اسی طرح پر خلوص دعوت دیتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں تمہیں آواز دی ہے: "کہہ دیجیے کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے (ضد چھوڑ کر) دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہو کر سوچو تو سہی، تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں، وہ تو تمہیں ایک بڑے (سخت) عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔" (سبا:46)۔

آپ یہ جان لیں کہ مرنے کے بعد آپ اپنے رب کے پاس ہی لوٹنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی، اور اس کی کوشش اسے دکھادی جائے گی۔ پھر اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور بے شک آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔" (النجم: 39-42)

اور آپ کو اپنے نفس اور اپنے ارد گرد پھیلی کائنات پر غور وتدبر کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟" (الاعراف: 185)

تو آیئے اسلام قبول کر لیجیے! آپ کی دنیا اور آخرت دونوں سعادتوں سے بہرہ ور ہو جائیں گی، اگر آپ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو بس اتنا کرنا ہوگا کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اسلام کا داعی بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا تھا: "تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر انہی کے غریب لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو زکوٰۃ میں ان کا بہترین مال ہر گز نہ لینا۔" (صحیح مسلم: 19)۔

اور آپ کو یہ کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس بھی چیز کی عبادت کی جاتی ہے اس سے اپنی براءت کا اظہار کریں۔ یہی براءت دراصل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت "حنیفیت" کا طرۂ امتیاز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "بے شک ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے علاوہ جن چیزوں کو پوجتے ہو ان سے بری ہیں، ہم تمہارا کھل کر کفر کر

رہے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان سدا کی دشمنی اور نفرت کا آغاز ہو رہا ہے یہاں تک کہ تم صرف ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔"(الممتحنۃ:4)۔

اور آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو قبر سے زندہ کر کے اٹھائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مردوں کو جِلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔"(الحج:6-7)۔

اور اس بات پر بھی ایمان لائیں کہ حساب وجزا برحق ہے، ارشاد ربانی ہے: "اور آسمانوں اور زمین کو اللہ نے بہت ہی عدل کے ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کام کا پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔"(الجاثیۃ:22)۔

جب آپ نے یہ شہادتیں دے دیں، تو آپ مسلمان ہو گئے، اب آپ کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عبادتیں مشروع فرمائی ہیں ان کو بجا لائیں، جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور اگر استطاعت ہو تو حج کریں، اور دیگر عبادتیں۔

کتاب کا یہ نسخہ بتاریخ 19-11-1441 کو مکمل ہوا۔

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد بن عبداللہ السحیم

شعبہ اسلامیات میں عقیدہ کے سابق پروفیسر

کالج آف ایجوکیشن، کنگ سعود یونیورسٹی

ریاض، سعودی عرب

مشمولات

اسلام.. 1

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں............................... 1

1-اسلام دنیا کے تمام لوگوں کے نام اللہ کا آخری وابدی پیغام ہے۔ 4

2-اسلام کسی نسل یا قوم کے لیے مخصوص دین نہیں ہے، بلکہ یہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے اللہ کا دین ہے: 4

3-اسلام، اللہ کا وہ آخری پیغام ہے جو سابقہ انبیا ورسل علیہم السلام کے اپنی اپنی قوم کی طرف لائے ہوئے پیغامات کی تکمیل کے لیے آیا ہے۔ 5

4-تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے، مگر ان کی شریعتیں مختلف ہیں۔........................... 6

5-دوسرے تمام انبیا ورسل جیسے نوح، ابراہیم، موسی، سلیمان، داود اور عیسی علیہم السلام کی طرح اسلام بھی اس بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے، جو پوری کائنات کا خالق، رازق، زندگی دینے والا، مارنے والا اور پوری کائنات کا مالک ومختار ہے، وہی ہے جو تمام امور کی تدبیر کرتا ہے اور وہ بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ 6

6- صرف اللہ تعالی ہی خالق ہے اور تنہا وہی ہر قسم کی عبادت کا حق دار ہے، اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔.. 10

7-کائنات میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اور جو کچھ نہیں دیکھتے، ان سب کا خالق صرف اللہ ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے اور اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں پیدا کیا ہے۔ 13

8-اللہ تعالی کا اس کی ملکیت، یا تخلیق، یا تدبیر یا عبادت میں کوئی شریک نہیں۔ 14

9-اللہ تعالی نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور اس کا کوئی ہمسر یا برابر نہیں۔........................ 16

10-اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں متجسم ہوتا ہے۔ 16

11-اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے، اس لیے اس نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ 18

12-اللہ ہی وہ اکیلا رب رحیم ہے جو قیامت کے دن اپنی تمام مخلوقات کا انہیں ان کی قبروں سے زندہ کرکے اٹھانے کے بعد حساب کتاب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کا بدلہ دے گا، چناں چہ جس نے ایمان لانے کے بعد اچھے اعمال کیے ہوں گے، اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہوگی اور جس نے کافر رہتے ہوئے برے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا۔ 18

13-اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کے بعد ان کی ذریت پھلنے پھولنے اور بڑھنے لگی۔ سارے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، ایک جنس کو دوسری جنس پر، یا ایک قوم کو دوسری قوم پر تقوی کے سوا کسی اور چیز کی بنا پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے۔ 20

14-ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ 21

15-کوئی بھی انسان پیدائشی گناہ گار نہیں ہوتا یا کسی دوسرے کے گناہ کا وارث و ذمہ دار نہیں ہوتا: 22

16-انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے: 23

17-اسلام نے ہر انسان - خواہ وہ مرد ہو یا عورت - کو عزت بخشی ہے، اس کے تمام حقوق کی ضمانت دی ہے، اس کے تمام تر اختیارات اور اعمال و تصرفات کا ذمہ دار اسے ہی بنایا اور اس کے ہر اس عمل کی جواب دہی بھی اسی پر ڈالی ہے جس سے خود اس کو یا دوسرے کو نقصان پہنچے۔ 24

18-اسلام نے مرد اور عورت کو عمل، ذمہ داری اور جزا و ثواب کے اعتبار سے برابر کا درجہ دیا ہے۔ 26

19-اسلام نے عورت کو عزت بخشی ہے اور اسے مرد کا ہی ایک حصہ قرار دیتے ہوئے اس کے تمام تر خرچ اور صرفے کا ذمہ دار اس مرد کو ٹھہرایا ہے جس میں اس کی صلاحیت ہو، چنانچہ بیٹی کے خرچ کا ذمہ باپ پر، ماں کے خرچ کا ذمہ صاحب استطاعت بالغ بیٹے پر اور بیوی کے خرچ کا ذمہ شوہر پر ڈالا ہے۔ 27

20-موت دائمی فنا نہیں ہے، بلکہ یہ عمل کے گھر سے جزا کے گھر کی طرف منتقلی ہے، موت جسم اور روح دونوں کو آتی ہے اور روح کی موت کا مطلب ہے اس کا جسم سے جدا ہونا ہے، روح ایک بار پھر قیامت کے دن بعث و نشر کے بعد اپنے اسی جسم میں عود کر آئے گی جس سے وہ دنیا میں نکلی تھی، روح موت کے بعد کسی دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی دوسرے جسم میں عمل تناسخ کے ذریعے داخل ہوتی ہے۔ 29

21-اسلام انسان کو ایمان کے تمام بڑے ارکان پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، جو کہ یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، اللہ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لانا جیسے تورات، زبور اور انجیل ان میں تحریف کے وقوع سے پہلے اور قرآن کریم، تمام انبیا و رسل علیہم السلام پر اور ان کے سلسلۂ زریں کی آخری کڑی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آخرت کے دن پر ایمان لانا، یہاں پر یہ بات ذہن نشیں رہے کہ اگر دنیوی زندگی ہی منتہائے مقصود ہوتی تو زندگی اور وجود کا یہ کارِ عظیم کارِ عبث کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، اور قضا و قدر پر ایمان لانا۔ 30

22-انبیائے کرام علیہم السلام صرف اللہ تعالی کے دین و شریعت کی تبلیغ کے معاملے میں ہی معصوم نہیں تھے، بلکہ ہر اس چیز سے معصوم تھے جو عقل کے خلاف ہو یا جس کا فطرت سلیمہ انکار کرتی ہے، وہ اللہ تعالی کے احکام اس کے بندوں تک پہنچانے کے مکلف ہوتے تھے، ان کے اندر ربوبیت یا الوہیت کی ذرہ برابر بھی خصوصیت نہیں تھی، بلکہ وہ دوسرے تمام انسانوں کی طرح انسان تھے جن پر اللہ تعالی اپنے پیغامات نازل کرتا تھا ہے۔ 38

23-اسلام بڑی عبادات کے اصولوں کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور وہ بڑی عبادات یہ ہیں: نماز جو قیام، رکوع، سجدہ، ذکر الٰہی، اللہ کی حمد و ثنا اور دعا پر مشتمل ہے، جسے آدمی ہر روز پانچ مرتبہ پڑھتا ہے اور اس کی ادائیگی کے دوران ہر فرق و امتیاز مٹ جاتا ہے، کیونکہ امیر و غریب، اعلیٰ و ماتحت نماز میں ایک ہی صف میں ہوتے ہیں۔ اور زکوۃ جو تھوڑی سی رقم ہے جو- اللہ تعالی کی مقرر کردہ شرطوں اور پیمانوں کے مطابق - مال داروں کے مال میں سال میں ایک بار واجب ہے جو غریبوں وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اور روزہ، جو کہ: رمضان کے مہینے میں دن کے وقت روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنے کا نام ہے، جس سے دل میں قوت ارادی اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ اور حج، جو کہ: مکہ مکرمہ میں اللہ کے گھر (کعبہ مشرفہ) کی زیارت کرنا ہے، جو جسمانی اور مالی اعتبار سے قادر شخص پر عمر بھر میں ایک بار واجب ہے، اس حج میں سبھی لوگ خالق کی طرف متوجہ ہونے میں برابر ہو جاتے ہیں اور اس میں ہر طرح کے فرق و امتیاز اور وابستگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ 42

24-اسلامی عبادات کا اہم ترین خاصہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کی ساری کیفیات، اوقات اور شرائط بذات خود اللہ تعالی کے مقرر کیے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک من و عن پہنچا دیا ہے، ان میں کمی بیشی کرنے کے لیے کسی بھی انسان نے آج تک دخل اندازی نہیں کی، یہ تمام بڑی عبادتیں ایسی ہیں جن کی دعوت تمام انبیا و رسل علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو دی تھی۔ 45

25-اسلام کے پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے ہیں، آپ کی پیدائش مکہ میں 571 عیسوی میں ہوئی اور وہیں پر نبوت و رسالت سے سرفراز ہوئے، پھر ہجرت کر کے مدینے چلے گئے، آپ نے بت پرستی کے کسی بھی معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا، لیکن آپ ان کے ساتھ بڑے بڑے کاموں میں حصہ لیا کرتے تھے، آپ اپنی بعثت سے پہلے بھی اخلاق فاضلانہ سے متصف تھے اور یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو امین کہہ کر پکارا کرتے تھے، جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت و رسالت سے نوازا اور بہت سارے عظیم معجزات سے آپ کی تائید فرمائی، جن میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے، اور یہ قرآن انبیاے کرام کی نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی ہے اور یہ انبیاء کی نشانیوں میں سے آج تک باقی رہنے والی نشانی ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دین کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوری امانت داری کے ساتھ اپنی امت تک پہنچادیا، تو 63 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ نبویہ میں مدفون ہوئے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ انبیاو رسل علیہم السلام کی سب سے آخری کڑی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ دنیا کے لوگوں کو بت پرستی اور کفر و جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ایمان کی روشنی میں لے آئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں یہ گواہی دی ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے اپنا داعی بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔.. 46

26-اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پیغامات الہیہ اور شرائع ربانیہ کا خاتمہ ہے وہ ایک ایسی کامل و مکمل شریعت ہے جس میں لوگوں کے دین اور دنیا دونوں کی بہتری مضمر ہے، یہ سب سے پہلے لوگوں کے مذاہب، ان کے خون، ان کے مال، ان کے عقل اور ان کی نسل کی محافظ و نگہبان ہے، اور یہ ہر سابقہ شریعت کو اسی طرح منسوخ کرنے والی ہے جس طرح پہلے کی ایک شریعت دوسری شریعت کو منسوخ کر دیتی تھی۔ 50

27-اللہ تعالیٰ اس اسلام کے علاوہ کوئی اور دین قبول نہیں کرے گا جو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔..................... 51

28-قرآن کریم اللہ کی وہ کتاب ہے جسے اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کیا، وہ بے شک تمام جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جنوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ قرآن جیسی کوئی کتاب یا اس کی کسی سورت جیسی صرف ایک سورت ہی بنا کر پیش کر دیں، اور یہ چیلنج آج بھی بدستور برقرار ہے، قرآن کریم بہت سے اہم

سوالات کے جوابات دیتا ہے جو کروڑوں لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں، قرآن کریم آج تک اسی عربی زبان میں محفوظ ہے جس میں وہ نازل ہوا تھا، اس کا ایک حرف بھی کم نہیں ہوا، اور وہ مطبوعہ اور شائع شدہ ہے، یہ ایک عظیم، معجزاتی کتاب ہے جو پڑھنے یا اس کے معانی کا ترجمہ پڑھنے کے لائق ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، آپ کی تعلیمات اور آپ کی سیرت معتبر راویوں کے ایک سلسلے کے مطابق محفوظ اور منقول ہے، یہ ساری چیزیں بھی اسی عربی زبان میں مطبوع ہیں جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت کیا کرتے تھے، ان کا ترجمہ بھی دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ واحد ماخذ ہیں جن سے اسلامی احکام و قوانین اخذ کیے جاتے ہیں، لھذا اسلام اس سے وابستہ افراد کے اعمال و تصرفات سے نہیں لیا جاتا؛ بلکہ وحی الہی یعنی قرآن و سنت سے لیا جاتا ہے۔ 52

29- اسلام والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، اور اولاد کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتا ہے۔ 55

30- اسلام دشمنوں کے ساتھ بھی قول و عمل میں انصاف کا حکم دیتا ہے۔ 58

31- اسلام تمام مخلوقات کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی دعوت دیتا ہے۔ 60

32- اسلام پسندیدہ اخلاق سے آراستہ و پیراستہ ہونے کا حکم دیتا ہے، جیسے صدق گوئی، امانت کی ادائیگی، پاک دامنی، حیاداری، بہادری، جود و سخا، محتاج کی اعانت، مظلوم و مقہور کی فریادرسی، بھوکے کو کھانا کھلانا، اچھی ہمسائیگی، صلہ رحمی اور جانوروں پر رحم کھانا وغیرہ۔ 61

33- اسلام نے کھانے پینے کی بہترین اور پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایا اور جسم، دل اور گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے نکاح کو حلال قرار دیا ہے، جس طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اس کا حکم دیا ہے، کیونکہ وہ ہر طرح کی بھلائی کا حکم دیتے ہیں۔ 65

34- اسلام نے تمام حرام کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا، بتوں کی پرستش کرنا، بغیر علم کے اللہ تعالی کے بارے میں زبان چلانا، اولاد کو قتل کرنا، ناجائز قتل و خون کرنا، زمین پر فساد مچانا، جادو ٹونا کرنا یا کرانا، کھلے یا چھپے طور پر برائیاں کرنا، زنا کرنا اور لواطت کرنا، اس نے سودی لین دین، مردار کھانے، بتوں کے نام پر اور استھانوں میں ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت کھانے، سور کا گوشت کھانے اور دیگر تمام گندی اور خبیث اشیا کا استعمال کرنے کو

حرام قرار دیا ہے، اسلام نے یتیموں کا مال کھانے، ناپ تول میں کمی بیشی کرنے اور رشتوں ناطوں کو توڑنے کو بھی حرام کیا ہے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بھی ان تمام چیزوں کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ 66

35-اسلام جھوٹ، فریب کاری، غداری، خیانت، دھوکہ بازی، حسد و جلن، بری چال بازی، چوری، سرکشی اور ظلم وعدوان جیسے قابل مذمت اخلاق سے منع کرتا ہے اور ہر برے خلق سے روکتا ہے۔ 70

36-اسلام ایسے مالی لین دین سے منع کرتا ہے جس میں سود، یا نقصان، یا فریب، یا ناانصافی، یا دھوکہ دہی شامل ہو، یا وہ معاشرے، لوگوں اور افراد کو عام نقصان پہنچانے اور آفات کا باعث بنتا ہے۔ 74

37-اسلام عقل و خرد کی حفاظت کرنے اور ہر اس چیز کو حرام قرار دینے کے لیے آیا ہے جو اسے خراب کرتی ہے جیسے شراب نوشی، اس نے عقل و خرد کی شان کو بلند کیا اور اسے ہی تمام تر شرعی تکالیف کا محور قرار دیا اور اسے توہم پرستی اور بت پرستی کے طوق سے آزاد کیا۔ اسلام میں کوئی راز یا ایسے احکام نہیں ہیں جو کسی ایک طبقے کے ساتھ خاص ہوں، اور اس کے تمام احکام و قوانین عقل و دانش کے موافق اور عدل و حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔ 76

38-ادیان باطلہ کے پیروکاروں نے جب اپنے ادیان و مذاہب میں پائے جانے والے تضادات اور ان امور کو نہیں سمجھا جن کو عقل سلیم رد کرتی ہے، تو دین کے ٹھیکے داروں نے انہیں اس وہم میں ڈال دیا کہ دین عقل و خرد سے پرے ہے اور اس کو پوری طرح سمجھنا اس کے لیے ناممکن ہے۔ جبکہ اسلام نے مذہب کو ایک روشنی سمجھا جو عقل کے لیے اس کا راستہ روشن کرتی ہے۔ لہٰذا جھوٹے مذاہب کے پیروکار چاہتے ہیں کہ انسان اپنی عقل کا استعمال چھوڑ کر ان کی پیروی کرے، جب کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو بیدار کرے تاکہ معاملات کے حقائق کو ان کی اصلی صورت میں دیکھ سکے۔ 78

39-اسلام، صحیح علم کی تعظیم کرتا، نفسانی خواہشات سے خالی سائنسی تحقیق پر ابھارتا اور اپنے آپ اور اپنے ارد گرد کی کائنات پر غور و فکر کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ صحیح سائنسی نتائج اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔ 79

40-اللہ تعالیٰ صرف اسی شخص کے عمل کو شرف قبول سے نوازتا ہے اور اسی شخص کے عمل کا اجر و ثواب آخرت میں عطا کرے گا جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں علیہم السلام کی تصدیق کرے، اللہ تعالیٰ صرف انہی عبادات کو قبول کرتا ہے جن کو اس نے مشروع فرمایا ہے، ایسا بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ کفر کرے اور یہ امید لگائے کہ اللہ اسے اجر و ثواب سے نواز دے؟ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے ایمان کو اسی صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تمام انبیا و رسل علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ 80

41- تمام پیغامات الٰہیہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ دین حق انسان کی روح میں بس جائے تاکہ وہ سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کا خالص بندہ بن جائے، اور اسلام اسے انسان، یا مادہ، یا توہمات کی غلامی سے آزاد کردے۔ لہٰذا اسلام- جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں- لوگوں کی تقدیس نہیں کرتا اور ان کو ان کے مرتبے سے بلند نہیں کرتا، اور نہ ہی انہیں رب اور معبود بناتا ہے۔ . 82

42- اللہ تعالیٰ نے اسلام میں توبہ کو مشروع فرمایا ہے، توبہ انسان کے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے اور گناہ کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، جس طرح اسلام لانے سے پہلے کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں اسی طرح توبہ بھی پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ لہٰذا کسی انسان کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ 84

43- اسلام میں اللہ اور انسان کے درمیان تعلق براہ راست ہوتا ہے، اس لیے آپ کو کسی ایسے شخص کی قطعی ضرورت نہیں ہے جو آپ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنے، اسلام ہمیں اس بات سے سختی سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ہی جیسے انسانوں کو معبود بنالیں یا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت یا الوہیت میں ان کو شریک ٹھہرالیں۔ 86

44- اس رسالے کے آخر میں ہم اس بات کا تذکرہ کردینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مختلف زمانوں، قومیتوں اور ملکوں کے لوگ، بلکہ پورا انسانی معاشرہ اپنے نظریات اور مقاصد میں مختلف ہے، اس کے ماحول اور اعمال مختلف ہیں، اس لیے اسے ایک رہنما کی ضرورت ہے جو اس کی رہنمائی کرے، ایک نظام کی جو اسے جمع کرسکے اور ایک حاکم کی جو اس کی حفاظت ونگہداشت کرسکے۔ رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام اس مقدس فریضے کو وحی الٰہی کی رہنمائی میں بہ حسن وخوبی ادا کرتے تھے، وہ لوگوں کو خیر وہدایت کی راہ دکھاتے تھے، انہیں اللہ کی شریعت پر جمع کرتے تھے اور ان کے درمیان حق وصداقت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور اس طرح وہ لوگ جس قدر ان انبیا ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کی فرماں پذیری کرتے تھے، اسی قدر ان کے معاملات صحیح ڈگر پر ہوا کرتے تھے، پھر پیغامات الہیہ کے نزول کا زمانہ جن سے جس قدر قریب ہوتا تھا وہ بھی اسی قدر صحیح ڈگر چلا کرتے تھے، مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ختم فرما دیا ہے، اسی کے مقدر میں دوام وبقا لکھ دیا ہے، اسی کو لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت، نور اور اللہ تک پہنچانے والے راستے کا واحد رہنما بنا دیا گیا ہے۔ 87

45- لہٰذا اے انسان! میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم تقلید اور عادت سے آزاد ہو کر خلوص کے ساتھ اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور یہ جان لو کہ موت کے بعد تم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو، میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے آپ میں اور اپنے ارد گرد کے آفاق میں غور وتدبر کرو، لہٰذا مسلمان ہو جاؤ، دنیا وآخرت میں سعادت سے سرفراز

ہوگے۔ اگر تم اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو، تو تمہیں بس اتنا کرنا ہوگا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ کہ تم ہر اس چیز سے اپنی براءت کا اظہار کرو جس کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، اور اس بات پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالی تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ کرکے اٹھائے گا اور یہ کہ حساب اور جزا برحق ہے۔ اتنا کرلینے پر تم مسلمان بن جاؤگے اور پھر تمہیں اللہ تعالی کی مقرر کردہ عبادتیں انجام دینا ہوں گی، جیسے نماز، زکوۃ، روزہ اور اگر سفر خرچ ہو تو حج۔ 88

اسلام 98

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں 98

اسلام

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں

الإسلام ـ نبذة موجزة عن الإسلام كما جاء في القرآن الكريم والسنة النبوية ـ (نسخة مشتملة على الأدلة من القرآن الكريم والسنة النبوية)

(باللغة الأردية)

تأليف

أ.د. محمد بن عبدالله السحيم

تعرف على الإسلام

بأكثر من 100 لغة

موسوعة القرآن الكريم
QuranEnc.com

ترجمات متقنة لمعاني القرآن الكريم بأكثر من (75) لغة

بيان الإسلام
byenah.com

مواد منتقاة للتعريف بالإسلام وتعليمه بأكثر من (120) لغة

موسوعة الأحاديث النبوية
HadeethEnc.com

ترجمات متقنة للأحاديث النبوية وشروحها بأكثر من (60) لغة

ما لا يسع أطفال المسلمين جهله
kids.islamenc.com

أسئلة وأجوبة لأطفال وعامة المسلمين بأكثر من (40) لغة

جامع المحتوى الإسلامي باللغات
islamcontent.com

مواد إسلامية متنوعة وشاملة بأكثر من (125) لغة

موسوعات وخدمات إسلامية باللغات
s.islamenc.com

للمزيد
من المواقع الإسلامية
بلغـــــات العــــالم

جـمـعـيـة الـدعـوة
وتوعية الجاليات بالربوة

جمعية خدمة المحتوى
الإسلامي باللغات

Ur180

978-603-8329-52-8